

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۵۰

جہاوری  
سرمدیہ  
مسلم

مفت اشاعت

بکھیرہ  
پنجاب

جنوری ۱۹۳۳ء

ظہیر سید

# مسادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشرائع الطائفت فخر العلماء قدوة الیٰسین  
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد زکریا گوی نور اللہ مرقۃ  
منجانب

## ادراکین حزب الانصار بھیرہ پنجاب

اغراض و مقاصد :- (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و  
اشاعت اسلام (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علم دینیہ

## قواعد و ضوابط

(۱) - رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ ہدیہ دی۔ پی ۵ زیادہ خرچ ہوتے  
ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغیر اعانت ارسال فرامیں گے  
وہ معاون خاص متصور ہوں گے۔ ایسے حقبات کے اسماء گرامی شکرہ کے ساتھ  
درج رسالہ ہوا کریں گے :

(۲) - غریب و مفلس اشخاص اور طلباء کے لئے رعایتی قیمت سالانہ مقرر ہے :-  
(۳) - ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جاتا ہے۔ چندہ و کیفیت کم  
از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

(۴) - نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔  
(۵) - رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ ڈاک کی  
بے عنوانیوں اور دہیات کے چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف  
ہو جاتے ہیں اسلئے جس صاحب کو رسالہ نہ ملے وہ مہینہ کے اخیر میں اطلاع سے  
دیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا : (جملہ خط و کتابت و ترسیل در بنام

نیچر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہئے

حزب  
نیچر

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
ماہانہ جریده  
شمس الاسلام  
بکھ

جلد ۱ ماہ جنوری ۱۹۳۳ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ نمبر ۱

| نمبر شمار | فہرست مضامین                         | صفحہ |
|-----------|--------------------------------------|------|
| ۱         | باب التفسیر                          | ۲    |
| ۲         | باب الحدیث                           | ۵    |
| ۳         | حزب الانصار بحیرہ کا عظیم الشان جلسہ | ۷    |
| ۴         | تحقیق المسائل                        | ۹    |
| ۵         | ابطال الوہیت مسیح                    | ۱۱   |
| ۶         | البندی لیس بالنبی                    | ۱۵   |
| ۷         | فرقہ شیعہ کی عجیب و غریب باتیں       | ۲۳   |
| ۸         | بحیرہ میں میزائیت کا خاتمہ           | ۲۷   |
| ۹         | حالات مثلاً شیخ اوج                  | ۳۰   |
| ۱۰        | ضمیمہ ملت حنفیہ (مسئلہ رکعات تلویع)  | ۳۳   |
| ۱۱        | برق آسمانی بر سر زمین قادیانی        | ۴۱   |
|           | (مدیر)                               |      |
|           | (مدیر)                               |      |

# بَابُ التَّقْسِيرِ

(از مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ خرب الانصار بحیرہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ - فَمَنْ قَطَعَهُ خَيْرًا فَصَوْمُ خَيْرِهِ وَإِنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ - فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ -

**لغات :-** صیام صام کی مصدر ہے جیسے قیام - لغت میں صوم کسی شے کے ترک کر دینے اور اُس سے رُک جلنے کو کہتے ہیں - خاموشی کو بھی صوم کہا گیا ہے - کیونکہ اس میں ترک کلام ہوتی ہے - قال اللہ تعالیٰ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا - محاورات عرب میں کہتے ہیں - صامت الريح - ہوا رُک گئی - صام الغرس - گھوڑا رُک گیا - صام النهار - اور شریعت میں صبح صادق سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع کرنے سے بالارادہ باز رہنے کو کہتے ہیں - شہر شہر سے ماخوذ ہے رمضان بنقل ظلیل رمضان بسکون الیم سے مشتق ہے اور رمضان اس بارش کو کہتے ہیں جو موسم خریف سے پہلے ہوتی ہے - جو زمین کو غبار و گرد سے صاف کر دیتی ہے - اس میں یہ اشارہ ہے کہ جیسے وہ بارش زمین کو پاک اور صاف کر دیتی ہے - اسی طرح رمضان شریف اس امت مروجہ کے دلوں کو صاف کر دیتا ہے - اور گناہوں سے ان کو پاک کر دیتا

ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ رمضان سے مانوڑ ہے اور لغت میں رمضان پتھر کا دھوپ میں گرم ہو جانے کو کہتے ہیں یعنی رمضان شریف کی برکت سے انسان کے گناہ جل جاتے ہیں۔ نیز بعض کہتے ہیں کہ رمضان اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پیسے کا نام ہے۔ جیسے شجبان وغیرہ قرآن۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اس کا نام ہے۔ جیسے توراۃ اور انجیل خدا کی کتابوں کے نام ہیں۔ اس قول کے مطابق یہ مشتق نہیں اور نہ ہی محموز ہے۔ اور اکثر کی رائے یہ ہے۔ کہ یہ قرآن سے مشتق ہے اور قرآن جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف کو قرآن اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ سورۃ اور آیات اور احکام اور قصائص کو مجتمع کرتا ہے۔

**ترجمہ**۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم پر یہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے اُمم سابقہ پر فرض تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ وہ روزے چند دنوں کے ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے مریض ہو یا وہ مسافر ہو (اور وہ بوجہ مریضی اور مسافر ہونے کے جتنے روزے نہ رکھے) تو وہ تندرست اور مقیم ہو جانے پر اتنے ایام روزے رکھے اور ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں مسکین کے لئے کھانا دیں۔ پس جو شخص نیکی میں ترقی کرے یعنی ایک مسکین سے زیادہ دو مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ پس اُمس کے لئے وہ بہتر ہے۔ اور اگر تم روزہ رکھو۔ تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم دانا ہو۔ (تمہارے روزہ رکھنے کے ایام) مہینہ رمضان ہے۔ جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اُس میں واضح دلیل ہیں اور وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ پس جو شخص تم میں سے مہینہ روزہ پالے (اور وہ مقیم ہو) پس وہ روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو۔ پس وہ ایامِ صحت اور اقامت میں اتنے روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے۔ تم پر سنگی کرنا نہیں چاہتا اور تمہیں گنتی پوری کرنی چاہئے۔ (یعنی ایامِ مرض اور سفر میں جتنے روزے نہیں رکھے اتنے ایام اور اقامت میں رکھنے چاہئیں) اور تمہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنی چاہئے۔ جیسا کہ اُس نے تمہیں ارشاد کیا ہے۔ اور تمہیں اُس کی مہربانیوں کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

**تفسیر**۔ آیات مذکورہ کی تفسیر تفصیلی رنگ میں بوجہ خوفِ طوالت مضمون تحریر نہیں کی جاتی





کا نزول رمضان میں ہوا۔ اور دوسری جگہ انا انزلناہ فی لیلة القدر سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا نزول لیلة القدر میں ہوا۔ لہذا دونوں میں تطبیق دینی ضروری ہے۔ کہ وہ رمضان شریف کی راتوں میں سے ایک رات ہے۔ چنانچہ صحیح اور مستند روایت یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رمضان شریف کی رات ہے۔ اور ولتکبروا للہ فی بعض کے خیال کے مطابق دید ہلال کی تکبیریں ہیں۔ اور بعض کے نزدیک یوم فطرہ کی۔

## باب الحدیث

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا۔ کہ جب مہینہ رمضان شریف آجاتا ہے۔ تو شیطان جکڑے جاتے ہیں۔ اور حق کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ آجکل بعض ظاہر بین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر شیطان جکڑے جاتے ہیں۔ تو پھر ماہ رمضان میں گناہ کیوں ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ شیطان کی سابقہ گمراہی ہونے کی وجہ سے گناہ کا صدور ہوتا ہے۔ کیا بہ نسبت اور مہینوں کے اس مہینہ میں عبادت کا زیادہ ہونا اس بات کی بین دلیل نہیں کہ اب شیطانی تحریک کمزور ہے۔ اور وہ مقید و سدود ہے۔

(۲) حضور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کیلئے روزے رکھے۔ اس کے تمام صغیر و گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر نیک عمل کے بدلے تین نیکیاں ناسات سوتک ملتی ہیں۔ مگر روزہ کے متعلق ارشاد باری ہے۔ کہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں نے اس کا بدلہ دینا ہے۔ (یعنی انسان جو نیک عمل کرتا ہے۔ مخلوق کو مفرور اس کا علم ہوتا ہے۔ جیسے نماز۔ حج وغیرہ۔ مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا علم خدا تعالیٰ کے بغیر کسی نہیں ہو سکتا) اور میں اس کا بدلہ دو نکلا (یعنی بے حساب اور بے شمار) وہ شخص نفاق خواہش اور طعام کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ صائم کیلئے دو فرحتیں ہیں۔ ایک افطار کے وقت۔ اور ایک ثواب کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا تعالیٰ کے نزدیک کنٹوری سے زیادہ پاک ہے۔

رہا کہ پہل بن سعد فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب بیان ہے جس میں قیامت کے دن روزہ دار داخل ہونگے۔ اور کہا جائیگا کہ صائم کہاں ہیں۔ آئیں اور چلیں۔ جب وہ گزر جائیں گے تو دروازہ بند کیا جائیگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک کا نام ریان ہے جس سے صرف صائم ہی داخل ہونگے۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بارگاہِ خداوندی میں شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا کہ لے خدا یہ شخص میری وجہ سے کھائے اور پیئے سے رکرا رہا۔ اور اس نے خواہشات نفسانی کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کہیگا۔ کہ لے پردہ گار میری وجہ سے اس نے اپنی نیند کو چھوڑ دیا۔ یعنی مجھے سوتا رہا۔

تجلیہٴ آجکل بعض لوگ بلکہ اکثر روزہ رکھ کر تاش اور شطرنج میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بدزبانی کرنے سے اور بد نظری سے باز نہیں آتے۔ ایسے شخصوں کا روزہ درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ قرآن کریم نے روزہ کی علت یہ بیان کی ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔ لعلم متقون حضور بھی فرماتے ہیں۔ کہ تم نے جب روزہ رکھا ہوا ہو۔ تو بدزبانی مت کرو۔ اگر تمہیں کوئی گالیاں دے یا لڑائی کرے تو اسے یہ کہو کہ میں تو صائم ہوں۔ لہذا روزہ کی حالت میں بدزبانی اور بد اعمالی سے محتنب رہنا چاہئے۔

**اطلاع** دارالعلوم غزنیہ پھیرہ میں اگرچہ ماہ رمضان المبارک کی تعطیلات نہیں کی گئیں اور تعلیم کا سلسلہ جاری ہے مگر نئے طلباء کا داخلہ ہ۔ سوال سے شروع ہوگا۔ سال آئندہ کیلئے نصابِ تعلیم میں لکھائی۔ حساب اور تاریخ اسلامی کو شامل کر نیکیا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو طلباء شامل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ دارالعلوم میں ہر تہہ و تحتی طالب علم کیلئے رہائش خوراک۔ کتب نیل دلbas و غیرہ کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے۔ مفصل معلومات بذریعہ کارڈ معلوم ہو سکتے ہیں۔



# حزب انصار بھیرہ کا تیسرا سالانہ عظیم الشان جلسہ

مورخہ ۹-۱۰ دسمبر ۱۹۳۲ء بروز جمعہ - ہفتہ و آیتوار بموقع جلسہ سالانہ حزب انصار بھیرہ شمالی پنجاب کا بے نظیر شاندار اسلامی اجتماع منعقد ہوا۔ جامع مسجد بھیرہ مختلف قطعات سے آراستہ کی گئی تھی۔ رضا کاران کا جوش عمل قابل دید تھا۔ ان دنوں میں بھیرہ کے اندر خوب چہل پہل رہی۔ اسلامی تجارت کو فروغ دینے کے لئے جامع مسجد کے ساتھ اسلامی دوکانیں کھولوائی گئی تھیں۔ اصلاخ شاہ پور۔ جہلم۔ گجرات۔ جھنگ۔ گمرانوالہ و اٹک سے ہزار ہا اشخاص بغرض شرکت جلسہ جمع ہوئے جملہ مہانوں کے لئے خورد و نوش کا انتظام نہایت اعلیٰ وعدہ رہا۔ ہر خاص و عام کیسے خوراک کا انتظام حزب انصار کی طرف سے بلامعاوضہ تھا۔ کم و بیش ہزار ہا آدمیوں نے ان ایام میں شکر سے کھانا کھایا۔ ہر اجلاس میں حاضری نہایت شاندار رہی۔ ضبط و انتظام۔ نظم و نسق کے اعتبار سے یہ جلسہ سابقہ جلسوں سے بڑھا ہوا تھا۔ حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب بگوی دامت برکاتہم کی سرکردگی میں جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب <sup>عبدالمصاحب</sup> یسعی۔ قاضی شیر محمد صاحب۔ منشی آفتاب احمد صاحب۔ منشی محمد رمضان صاحب۔ مستری محمد صدیق صاحب بڑمیانہ۔ عبدی صاحب خوشنویس غلام محمد و غلام محی الدین صاحبان۔ مولوی عبدالغفور صاحب بگوی و دیگر رضا کاران و خادمین اسلام نے نہایت تندہی سے کام کیا۔ کارکنان نے رات اور دن آنکھوں میں ابھرنے کی کو ذاتی آرام کا خیال نہ تھا۔ حضرت مخدوم العالم قلیہ حافظ مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت مبلغ اعظم قلیہ حافظ مولانا سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری۔ حضرت قلیہ صاحبزادہ مولانا محمد مقبول الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف۔ حضرت پیر سید مولانا احمد غوث شاہ صاحب سجادہ نشین ترمذی شریف کی تشریف آوری سے جلسہ کی شان و شوکت کئی گنا بڑھ گئی۔ علمائے کرام میں سے مولانا حضرت مفتی عطاء محمد صاحب رتوی۔ مولانا مولوی ابویوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی۔ ابوالنور مولوی محمد شیر محمد

کوٹلوی۔ ابوالیاس مولانا مولوی محمد امام الدین صاحب کوٹلوی۔ پیرزادہ مولانا محمد بیاض الحق صاحب قاسمی امرتسر۔ مولانا عبدالکریم صاحب آف مباہلہ امرتسر۔ مولوی لال حسین صاحب اخلت۔ مولانا پیر قلبی شاہ صاحب ملتان۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری مصنف شاہنامہ اسلام۔ مولانا حافظ سعید ولایت شاہ صاحب گجراتی۔ ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے۔ مولوی میر اسد اللہ شاہ صاحب گجراتی۔ مولانا حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر جھنگ۔ مولوی سید کرم حسین شاہ صاحب دوالمیالوی نے اپنے موعظہ حسنہ سے محفوظ فرمایا۔ مفصل کیفیت انشاء اللہ رسالہ آئندہ میں درج ہوگی؛ (خاکسار عبدالرحمن نانظم شخبہ تبلیغ)

## اعذار

مضامین کی کثرت کی وجہ سے برق آسانی کی صرف ایک کاپی اس رسالہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔ ارادہ ہے کہ ماہِ فردی کے رسالہ میں یکجا تمام کتابت شائع کر دی جائے ممکن ہے کہ ماہِ فردی کے رسالہ کی اشاعت میں تاخیر مقررہ سے ہفتہ عشرہ کی تاخیر ہو جائے اس لئے قارئین کرام مطلع رہیں؛ نیاز مند منیجر

## گزارش

ماہِ رمضان المبارک میں عموماً اور عید الفطر کے موقعہ پر خصوصاً صدقات وغیرہ دینے والے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے طلباء کو فراموش نہ فرمائیں۔ اس زمانہ میں طالبانِ علوم دینی سے بڑھکر صدقات وغیرہ کا مصرف اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ منیجر

## ضروری گزارش

جن حضرات کی میعاد چندہ ختم ہو چکی ہو براہِ کرم بہت جلد زرچندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ ورنہ رسالہ آئندہ بذریعہ وی۔ پی ارسال خدمت ہوگا۔

منیجر

# تحقیق المسائل

جواب استفتاء بابت رسالہ جمادی الاولیٰ نماز جنازہ بذات خود دعا ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا مانگنا مکروہ ہے۔ غیر مسنون امور جو عجلت اور اسراع کے منافی ہیں۔ وہ سب کے سب مکروہ ہیں۔ بشرطیکہ مکروہ قیل کئے جائیں۔ اور اگر ان کو ضروری اور لازم دین سمجھا جائیگا۔ تو وہی امور معصیت اور ضلال ہو جائیں گے۔ تمام چھوٹی بڑی کتابوں میں۔ اس طرح لکھا ہے۔ مثلاً مولانا مودودی محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی فقیہ کے حوالہ سے رقم فرماتے ہیں۔ عن ابی بکر بن خالد الدعا بعد الجنائز مکروۃ (ترجمہ) جو بکر بن خالد سے مروی ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ اور مولانا مودودی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں لا یقول الرجل للدعا بعد الصلوة الجنائز لانہا دعا (ترجمہ) نماز جنازہ کے بعد نمازی آدمی دعا کیلئے نہ کھڑا ہو۔ کیونکہ یہ نماز جنازہ بذات خود دعا ہے اور شامی میں ہے۔ «عن ابی اھیم انه قال یکسر ان یقول الرجل دھو یمشی معھا استغفر والہ غفر للہ بکرم» (ترجمہ) البسم فرماتے ہیں۔ جنازہ کے ہمراہی کو یوں کہنا مکروہ ہے۔ کہ میت کے لئے مغفرۃ مانگو خدا تمہیں مغفرت کرے اور مالا بد منہ مصنف قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ برائے دعا الیتاوان ہم نشاید بلکہ درجہ جنازہ مشغول شوند۔ (ترجمہ) سلام کے بعد دعا کیلئے ٹھہرنا سزاوار نہیں۔ بلکہ سلام کے بعد جنازہ کے اٹھانے میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ اور مظاہر مصنف مولوی محمد قطب الدین ابن مولانا محمد محی الدین احاری کے باب الشیء بالجنائزہ والصلوة علیہا میں مرقوم ہے۔ اور وہ مانہ کرے میت کے لئے بعد نماز جنازہ کے اسلئے کرتا یہ ہوتا ہے۔ ساتھ زیادتی کے علاوہ جنازہ میں۔ اور بہشتی زیور گیارہواں حصہ۔ مصنف مولوی حافظ قاری محمد اشرف نقاونی علیہ الرحمۃ مدظلہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اور افواج میں یہ شعر موجود ہے۔ ۵

بعد فراخ نماز جنازہ ڈھل دے دعا نہ کرئیے : نال شتابی چاکر میت کوں قبر و صحرے  
جواب استفتاء ۱۷ مندرجہ جریدہ جمادی اولیٰ ۱۳۵۷ھ مذبح قبل از ذبح بھی حلال ہوتا ہے۔ صرف دم مسفوح کے اخراج کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔ اگر یہ ضرورت دانی الی الفریح نہ ہوتی تو کوئی ضرورت نہ تھی کہ ماکول اللحم جانوروں کو کھانے کے لئے ذبح کیا جاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ٹڈی (مکڑی) اور بھلی کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ اور بلا ذبح کھائی جاتی ہیں اور ان میں دم سائل نہیں ہوتی۔ رہا یہ سوال کہ ذبح اضطراری یا مثلاً کتے اور تیر کے شکار مشروع و منوں میں دم مسفوح کا اخراج نہیں ہوتا۔ اور بالاجماع بلا ذبح کھایا جاتا ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ ذبح اضطراری اور شکار مذکور غیر مذبح میں بھی سیلان دم شرط ہے۔ اگر تکبیر کے ساتھ جرح نہ ہوگی۔ تو اضطرار اور شکار دونوں صورتوں میں جانور حرام ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو شکار کیے ہوئے کتے کے ہکے یا سینے کے صدمہ سے مر جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ تکبیر اور جرح قطع ادا ج سے اس طرح مستغنی کر دیتی ہے۔ جیسے تیمم معید طیب اور صرین غسل اعضاء سے سبکدوش کر دیتی ہیں۔ گردن سے دم مسفوح کا اخراج صرف ذبح اختیاری شرط ہے۔ ذبح اضطراری میں شرط نہیں۔ ذبح اضطراری میں سیلان دم شرط ہے۔ خواہ کہیں سے ہو۔ اور خواہ کشتا ہو۔ بالتکبیر ذبح شرعی کی شرط ہے۔ واللہ اعلم وعلماۃ دینہ وحکمہ

جواب استفتاء ۱۸ مندرجہ پرچہ مذکور الصدر۔ چیل اور داد ایک ہی شے ہیں۔ خبیث اور شدید الخواص داد کو چیل سے تعبیر کرتے ہیں۔ دونوں فساد خون سے ہوتے ہیں اور دونوں میں خارش ہوتی ہے۔ مادہ سودا دی ہے۔ منفع سودا پندہ بی کر ایک دن کے وقفے سے تین دن مسلسل سودا لیں۔ اور وقفہ کے دن خمیرہ گاؤں بان سادہ تولہ لورق نقہ پیچیدہ پہلے کھالیں۔ اور اوپر شیرہ غلاب و دانہ عرق گاؤں بان ۵ تولہ میں نکال کر شربت غلاب ۳ تولہ ملا کر صبح و شام پی لیا کریں۔ پھر صبح و شام

پی لیا کریں۔ اور منہج کیلئے نسخہ ذیل استعمال کریں۔ چرائنتہ۔ پائڑہ عناب ولایتی  
صندل سرخ پیلہ سیاہ۔ سر پھوکہ۔ مینڈی سرخ۔ منڈی بوٹی ہریک و ماسہ۔  
رات کو گرم پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح جوشا کر صاف کر لیں۔ اور ۲ تولہ شہد خالص  
ملا کر پی لیا کریں۔

مہل منہج سے فارغ ہو کر مرہم ذیل استعمال کریں۔ گندھک آملہ مبار  
نیلہ حقہ۔ پلہ۔ سوہاگ خام ہوزن۔ لیموں کے پانی میں پورے تین گھنٹہ سواتر  
لوہے کی کھل میں کھل کر لیں۔ پھر صبح و شام (پیلے چنیل کو پاک دشتی  
خشک سے رگڑ کر قدے سرخ کر لیں یہ مرہم لگایا کریں۔ حقیقت سے مطلع  
فرمائیں گے۔ تو تجویز نسخہ سے دریغ نہ ہوگا۔ (فقط) (عبد حکیم علی بن ازہر)

## ابطال الوہیت مسیح

(از مولانا مولوی محمد امام الدین صاحب کوٹلی نواراں مغربی)

وقالت اليهود غریبون ابن اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ ط  
ذالك قولهم بافوا هم ايضا هون قول الذين كفروا امن قبل  
قامهم اللہ انى يؤفكون ط اتخذوا اخيادهم وديانهم ادبا بان معف اللہ  
والنبي ابن مریم وما احراوا الا ليعبدوا اللہ واحدا ط لا اله الا هو  
سبحانه عما يشركون پ۔ ث۔

حضرت عزیر کو سو برس کے بعد توریت سنانے سے لوگوں نے خدا کا بیٹا  
کہنا شروع کر دیا۔ جو حافظ ثورات تھے۔ ان پر قوم عائد غالب آئے۔ تو مرتے  
وقت انہوں نے ادراک مختلف پہاڑوں میں پھینک دیئے۔ چونکہ حضرت عزیر  
کم سن تھے۔ وہ بچ گئے۔ تودیت ان کو یاد تھی۔ سو برس گزر گیا۔ آپ جوان ہوئے  
تو سب کی سب لکھا دی۔ لوگوں نے اس لکھائی توریت کا انکار کیا۔ آخر وہ ادراک  
بھی مل گئے۔ تو لایا تو صحیح ثابت ہوئی۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ خدا کا بیٹا

ہے۔ سو برس کے بعد خدا نے اس کے دل میں توحید ڈالی ہے۔ حضرت عیسیٰ کو جب دیکھا کہ یہ اندھول اور لنگردن بروص کو اچھا کرتے ہیں۔ ان کا کوئی باپ ہی نہیں۔ تو نصاریٰ نے خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ تو خدا نے ان دونوں فرقہ کی تکذیب فرمائی اور فرمایا کہ ان کی یہ سب منہ کی باتیں ہیں۔ انہو اور بے ہودہ ہیں۔ حقیقت میں ایسا نہیں ان کی باتیں ایسی ہیں جیسے بیشتر کفار کہتے تھے۔ کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور لات وعزریٰ کو خدا مانتے تھے۔ ان بدبختوں نے اپنے عابدوں اور عالموں کو رب بنا لیا۔ ہے۔ ان کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا۔ صرف یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ کسی کی عبادت نہ کریں۔ ایک اللہ کی صرف عبادت کریں۔ اللہ باتوں سے پاک ہے۔ خدا نے یہ کہیں نہیں حکم دیا۔ کہ میری اولاد بھی ہے۔ خدا ان باتوں سے پاک ہے۔ قل ھو اللہ احد الخ۔ خدا نے فرمایا۔ ما المسیح ابن مریم اللہ رسول قد خلت من قبلہ المرسل و امہ صدیقہ کاٹا یا کلان الطھام۔ یعنی مسیح ابن مریم کچھ نہیں مگر ایک رسول ہے پہلے سب رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ دونوں طعام کھاتے تھے۔ دیکھو کیسا صاف فیصلہ ہے کہ وہ خدا نہ تھے۔ خدا کھانے پینے سے پاک ہے انی یکون للہ دلدلہ و لمرکن للہ صاحبہ پٹ ٹم۔ خدا لگے بیٹا کہاں ہے۔ کیونکہ اس کی جود تو ہے نہیں۔ کیا مریم خدا کی جود ہے۔

وخلق کل شیء وھو بکل شیء علیم ذلک اللہ ربکم لا الہ الا ھو خالق کل شیء۔ فاعبدہ پٹ ٹم۔ خدا تو ہر شے کا خالق ہے۔ مگر مسیح نے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ نہ زمین نہ آسمان۔ اگر کچھ کر دکھایا تو اللہ کے اذن سے۔ خدا کی صفت ہے۔ لا قدر کہ لا ادبار وھو ید راک لا بصارت خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ سب کو دیکھتا ہے۔ اگر مسیح خدا تھا۔ تو اس کو کوئی نہ دیکھتا۔ مگر سب دیکھتے رہے۔ خدا کی یہ صفت ہے۔ لا الہ الا ھو الخی القیوم لا تاخذک سنۃ ولا نوم۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ اس کو نہ اونچھ ہے نہ نیند۔ اگر مسیح خدا ہوتا۔ تو صلیب پر نہ مڑتا۔

انجیل متی ۲۶ یسوع بڑی آواز سے چلایا اور جان دبدبی۔ انجیل ص ۴ اور یہ بھی پوشیدہ نہیں کہ مسیح سوتا بھی تھا۔ جب وہ کھانا پیتا سوتا پھر مر بھی گیا۔ پھر کس طرح خدا ہو سکتا ہے۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح خدا کے بندے اور اس کے بول تھے۔ یہی درجہ انجیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابن آدم تھے۔ متی ۲۶ لیکن ٹانگہ تم جاؤ کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ متی ۲۶ اس طرح ابن آدم بھی ان سے دکھ اٹھائے گا۔

متی ۲۸ چنانچہ ابن آدم بھی اس لئے نہیں آیا۔ کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے متی ۲۸ تب ابن آدم کا شائق آسمان پر ظاہر ہوگا۔ متی ۲۹  
متی ۲۶ ابن آدم جس طرح اس کے حق میں لکھا ہی جاتا ہے۔ لیکن افسوس اس پر جس سے ابن آدم گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اگر وہ شخص پیدا نہ ہوتا۔ تو اس کے لئے بہتر تھا۔ ایسا ہی متی ۲۶ و ۲۷ میں ہے۔ ایسا ہی مرقس ۲۶ و ۲۷ میں ہے۔ یہاں سے مسیح داؤد کا بیٹا وغیرہ کہا۔

متی ۲۶ اے خداوند ابن داؤد متی ۲۶ ایک فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دیکر کہا اٹھ اس لڑکے کو اس کی ماں کیساتھ لیکر مصر کو بھاگ جاتے ہو۔ اور کہنے لگے کہ ایسی حکمت اور معجزے اس نے کہاں سے پائے۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں۔ اور اس کی ماں مریم نہیں کہلاتی۔ اور اس کے بھائی یعقوب یوسیس اور شمعون یہووعہ اور اس کی سب بہنیں ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ مرقس ۳ میں بھی ہے۔ لوقا ۳ یوسف کا بیٹا لکھا ہے۔ یوحنا ۳ میں بھی ہے متی ۱۶ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ جو شوہر تھا حرم کا جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے پیدا ہوا۔ اب معلوم کرنا چاہیے۔ کہ نسبت ایک ہی باپ کی طرف ہوتی ہے۔ نہ بہت باپوں کی طرف۔ اگر نسبت ۲ بن ۲ اللہ کو صحیح مانیں۔ تو ابن آدم غلط۔ اگر ابن آدم صحیح مانیں تو ۲ بن ۲ اللہ غلط۔ و دو نو



صحیح سے بقاعدہ ۱۲۱ تھا رضا تساقطا۔ دونوں ساقط الاعتبار ہوں گے  
مطابقت یوں ہی ہے کہ ابن اللہ مجازی مراد ہو۔ فی ۲ لمراد۔ اور ہم پوچھتے  
ہیں۔ کہ مسیح کے سوا اور بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہیں تو روحانی ہیں  
یا جسمانی اگر روحانی ہیں۔ تو مسیح کو بیٹا کہنا باطلی ہوگا۔

مسیح کے سوا اور بھی ابن اللہ ہیں  
پیدائش ۶۔ ان دنوں میں زمین پر جبار تھے۔ اور بعد اس کے بھی خدا کے  
بیٹے آدمیوں کے بیٹوں کے پاس گئے۔ تو ان سے لڑکے پیدا ہوئے۔ یہ  
زبردست تھے۔ جو قدیم سے نامور اشخاص تھے۔

خروج :- ۱۶۔ جب تو فرعون کو یوں کہیو۔ کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے  
کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔

ہو مسیح ۱۱۔ جب اسرائیل لڑکا تھا۔ میں نے اس کو عزیز رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو  
مصر سے بلایا۔ سموئیل کے خطاب بسوئے داؤد میں کی گئی تھی تخت اید تک قائم  
رکھونگا۔ میں اس کا باپ ہونگا۔ وہ میرا بیٹا۔ ان مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم  
ہوگا کہ لفظ ابن اللہ سے حقیقی بیٹا مراد نہیں کیونکہ دیگر انبیاء کو بھی ابن اللہ کہا  
گیا ہے وہ بڑا بے وقوف ہوگا۔ جو حقیقی بیٹا مراد لے گا۔ اگر ابن اللہ سے حقیقی بیٹا  
مراد لیتے ہیں۔ تو ہم حقیقی بیٹا ابن آدم لیں گے۔ نہ اور کچھ۔

اگر مسیح کی الوہیت معجزہ سے ہے۔ یعنی مردہ زندہ کرنا۔ کہ معجزے دکھائے  
مسیح نے۔ تو اس واسطے وہ خدا ہے تو پہلی ایلیاہ وغیرہ خدا ہوں۔ کیونکہ  
انہوں نے مردہ زندہ کئے۔

(۱) ایلیہ نے مردے زندہ کئے سلاطینی دوسرا

(۲) خرقیل نے مردے زندہ کئے۔ خرقیل ۲۷

(۳) ایلیاہ نے مردے زندہ کئے سلاطینی پہلا ۱۷۔ فخرین۔ انصاف کریں

کہ مردہ زندہ کرنے سے خدا ہو جاتا ہے۔ تو خرقیل۔ ایلیہ۔ ایلیاہ بھی خدا ہوئے  
(باقی آئندہ)

# الذی لیس بابنی

برزبان بنی نہیں ہوتا۔

(ایک غیور مسلمان کے قلم سے)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرزا صاحب کے حواری موضع صدکا میں جو امرتسر سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ تبلیغ قادیانیت میں مصروف کار تھے۔ تو وہاں کے مسلمان مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مقابلہ پر بلا لائے جس میں قادیانیوں کو سخت شکست ہوئی اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ قادیانی عیسائی جب اپنے عیسیٰ کے پاس پہنچے۔ تو بجائے اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے سوالات کا جواب شائع کرتے۔ مسیح نے تنگ آمد بھنگ آمد کے مطابق ایک عربی قصیدہ لکھ مارا۔ جس میں شکست خد عیسائیوں کی تمام ہیز اس نکالی۔ اور اپنی عادت کے مطابق مناظرہ کا پہلو بدل کر یوں متقاضی ہوئے کہ اگر ثناء اللہ صاحب سچے ہیں۔ تو وہ یا ان کا ہم خیال ہمارے قصیدہ کا جواب بہت جلد لکھ کر شائع کرے۔ توگوں نے سمجھ لیا۔ کہ میرزا ابوں کی خوب گت ہوئی ہے۔ جس کی کسر مسیح الارضی نے یوں نکالی ہے۔ ورنہ یہ قصیدہ حقیقت نہیں رکھتا۔ مدت مقرر کرنے سے غالباً یہ مطلب تھا۔ کہ اس وقت لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہیں۔ شہزائے اسلام توجہ بھی کریں گے۔ تو بڑا عرصہ گزر جائے گا۔ تو ہم بآسانی ڈینگ ماریں گے۔ کہ مدت معین کے اندر چونکہ جواب نہیں کھا گیا۔ اس لئے بعد کے جوابی قصائد قابل توجہ نہیں ہیں۔ اور ہمارا اہام بھی پورا ہو گیا۔ کہ مخالفین سے معارضہ کی طاقت ہی مملوب گمراہی گئی ہے۔ کہ اس کا جواب لکھیں۔ مگر لوگوں نے اس حکمت عملی کو بھی قابل تضحیک سمجھا۔ کیونکہ اس میں ان کو کچھ کالا کالا نظر آیا تاثر نے والے تاثر لکھے کہ میرزا صاحب ہر طرف اپنی نفعتی ظاہر کرنے کیلئے۔ ایسے شراباورد ایسے اہام پیش کر رہے ہیں۔ ورنہ خود میرزا صاحب کو بھی معلوم تھا۔ کہ من آثم کہ من دائم۔ اور حریف بھی جانتے

تھے۔ کہ سہ بہر قدے کہ خواہی جامہ می پوش۔ من انداز قدرت خود را شناسم  
 بہر حال دہی ہوا۔ جو میرزا صاحب نے بخوینہ کیا تھا۔ کہ لوگوں نے اس قصیدہ کے  
 جواب لکھے۔ اور اسی قصیدہ کی تغلیط میں بھی خامہ فرسائی کی مگر ڈھاک کے دہی  
 تین پات قادریانی عیسائی اب تک یہی گارے ہیں۔ کہ اس قصیدہ کے مقابلہ پر  
 دنیا کے تمام شعرا عاجز آ گئے۔ ہاں عاجز آ گئے مگر تغلیط قصیدہ کی تصحیح سے  
 قادریانی عیسائی بھی عاجز آ گئے۔ ان سے آج تک اس قصیدہ پر چونکہ نکتہ چینیال  
 کی گئی ہیں ان کا کوئی ایسا جواب نہیں بن پڑا جو کسی ذی عقل کے نزدیک  
 جواب کہلانے کا حقدار ہو۔ مسیح الارض چونکہ اپنی سیاہ فوہی کے ایام میں  
 اور اس سے پس و پیش زمانہ میں مجالس مشاعرہ میں اپنے شعر پڑھ کر داد شاعری  
 لیا کرتے تھے۔ اور گو طبع رسا نہ تھی۔ مگر کہنہ مشق ہونے کے وجہ سے تک بندی  
 لگا کر حاضرین مجالس کا گھر پورا کر لیا کرتے تھے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب  
 گو اگرچہ ظریفانہ شعر موما از بر تھے۔ مگر خود شاعر نہ تھے۔ اس لئے مسیح الارض  
 کو یہ پہلو کمزور نظر آیا۔ اور اپنی ندامت چھپانے کیلئے عربی قصیدہ لکھ کر اعلان  
 کر دیا۔ کہ جس انداز پر میں نے عتوڑی مدت کے اندر قصیدہ لکھا ہے۔ اسی طرز  
 پر اتنی ہی مدت میں کوئی اور بھی لکھ کر پیش کرے۔ یہ اعلان گو عام تھا۔ مگر اس  
 سے مراد اس کے حریف مولوی ثناء اللہ صاحب اول نمبر پر تھے۔ اور دوسرے نمبر پر  
 غالب محمد حسین بٹالوی۔ مولوی عبد الحق صاحب غزنوی۔ اور پیر مرثلیشاہ صاحب  
 قبلہ گو بڑی۔ اور اس قسم سے دو چار اور بھی ہوں گے۔ کہ جن کو فن شاعری سے  
 مناسبت تھی۔ اور نہ انہوں نے مجالس مشاعرہ میں کبھی اپنے شاعرانہ خیالات  
 پیش کئے تھے۔

اس حقیقت علمی نے درحقیقت انصاف کا خون کر دیا۔ کہ مناظر مد  
 میں جو کارروائی ہوئی تھی۔ اور جو شکست عیسائیوں کو ہوئی تھی۔ اس کا یہ  
 جواب نہ تھا۔ کہ جوابی قصیدہ لکھ کر سچائی ظاہر کرنے کو کہا جاتا۔ سوال از آسمان

جواب انور سیان کا معاملہ بن گیا تھا۔ زبان حال کہہ رہی تھی کہ من چہ گویم وطنہ  
من چہ سراؤد۔ ہاں اگر انصاف مد نظر ہوتا تو ایک مجلس شاعرہ قائم کی جاتی۔ کہ حسین  
شعراے نامدار کو باقاعدہ دعوت دی جاتی اور مجلس احباب میں باقاعدہ کوئی طرح  
دی ہوتی۔ یا اعلان کیا ہوتا۔ کہ بے طرح ہی شاعرانہ مقابلہ ہو گا۔ تو پھر کوئی بات  
بھی قابل التفات ہوتی۔ مگر مسیح الارض نے تو مجلس شاعرہ کا نام تک نہ لیا۔ کہ  
کہیں سارا بہرہ وپ نہ کھل جائے۔ اور مردوں میں جو سلطان القلم کا خطاب حاصل  
ہو چکا ہے۔ کہیں اس کی مٹی بھی خراب نہ ہو۔ گو گوگ مسیح الارض کی یہ کمزوری محسوس  
کرتے تھے۔ مگر اس نے اس حکمت عملی سے پانچوں گھی میں ڈبولیں۔ اور اتناک سونا  
ہی سونا میں رملے۔

بعد میں ایک دفعہ جناب حضرت مہر علی شاہ صاحب سے تفسیر نویسی میں مقابلہ  
مقرر ہوا تھا۔ مسیح الارض مقابلہ پر ایک بالشت بھر بھی زمین کی مساحت نہ کر سکے  
گھر بیٹھے ہی شرائط کا جال ایا پھیلایا کہ ان سے نجات مشکل تھی۔ اور اس بہانہ  
سے اپنے عیسائی خادموں میں فتح کا ڈھول رچا لیا۔ اس وقت بھی تاثر نیوالے  
ناڑ گئے تھے۔ کہ طاقت مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت اگر اسمیں کچھ حقانیت  
ہوتی یا اس میں کچھ لیاقت اور طبع رسا ہوتی تو کیوں حیلے بہانے سے ٹال مٹول کرتا۔  
اور کیوں اشتہاری دوافروشل کی طرح اپنی کمزوری کا ثبوت دیتا۔ ہمیں تو شرم  
آتی ہے۔ کہ اسے کسی نبی سے مشابہت دیں۔ مگر ضرورہً کہا پڑتا ہے۔ کہ اگر  
اعجازی دعویٰ تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بغیر شرائط پیش آتا۔  
قرآن شریف کی مانند ہمیشہ کے لئے مخفی کفین کا ناطقہ بند نہ کر دیتا۔ مگر ہم دیکھتے  
ہیں۔ کہ قرآن شریف اسی وقت فصحاء وبلغاء کا مرجع اور سند تسلیم کیا جا چکا ہے  
اور جنہوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے اس کا کچھ نہ بگاڑا۔ لیکن کلام  
میرزاویہ کا ویسا پڑا ہے۔ اور اس قابل بھی نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کم از کم غلط اور فاسد  
اشعار کی نظیر تیار کرنے میں اس کو پیش کیا جاوے۔

ہم اس وقت ناظرین کے سامنے جو کچھ پیش کرنا چاہتے ہیں وہ صوف یہ ہے کہ مسیح الارض عام مغلوں کی طرح دریدہ دہن اور غش گو تھا۔ اور لوگوں سے بھی ہشمن تھا۔ کہ وہ بھی ترکی بتر کی گندے الفاظ میں.... جواب دیتے۔ مگر اہل اسلام کو اس غش گوئی سے شرم آئی۔ اور اپنا دامن پاک رکھنا ہی پسند کر لیا۔ برہمن اور یہ پہلی کتاب ہے۔ جو مسیح الارض نے لکھی تھی۔ اس میں ایک طرف تو یہ لکھا ہے۔ کہ گالیاں اور براکینا ضرر النفس آدمیوں کا کام ہے۔ مگر حقوڑی دودھا کر عام مغلوں کی طرح آریوں اور ہندوؤں کو ایسی جھگو بھگو کر لگائیں۔ کہ جس سے انہوں نے اشتغال میں آکر اسلام پر ماتہ صاف کرنا شروع کر دیا اس کے بعد جس کتاب کو اٹھا کر دیکھو وہی مغلا نہ گفتگو اور وہی دوشالہ میں لپٹ کر جوتا رسید کرنا نظر آئیگا۔ جو اس قصیدہ میں آپ لوگ دیکھ لیں گے۔ اس بنا پر ہم لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ غش گو بنی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ عذر بکلے جا ہے۔ کہ قرآن شریف میں مخالفین کو سخت اور سست الفاظ میں یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ اولادہ کلام رسول نہیں ہے۔ بلکہ وہ کلام الہی ہے۔ جس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ رسول کو کہید یا فتلقی مذمومہ ہو تو کون دلاں اپنی شان دکھلا سکتا ہے۔ ہاں کلام رسول میں کوئی شخص نہیں دکھا سکتا کہ حضور علیہ السلام نے اگر مروی احسن الی من اس کے خلاف کیا ہوا۔ مگر بقدر نظر وسیع کرتے چلے جاؤ یہی ثبوت ملے گا۔ کہ لم یکن فحاشا۔ حضور علیہ السلام معاذ اللہ غش گو نہ تھے۔ نہ ثانیاً اگر جملہ تصانیف میرزا کو کلام الہی ہی تصور کیا جائے۔ تو پھر بھی فرق نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں نام لے لیکر گالیاں نہیں دی گئیں۔ جس طرح کہ کلام مرزا میں شرافت کو جواب دیا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرق نمایاں ہے۔ کہ جسطہ غلیظ اور غش لفظ کلام مرزا میں آپ دیکھیں گے۔ اس کا عشر عشر بھی کلام الہی موجود نہیں گے۔ نہ ثانیاً کلام الہی میں صرف معاذین اسلام کو جاہل اعلیٰ و اہم وغیرہ کہا گیا ہے۔ مگر کلام میرزا میں تو نہ کوئی موافق تھوٹا ہے۔ نہ مخالف اگر غیر مذہب کو گالیاں دی ہیں۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ایسے پیرایہ میں دھر رکھا ہے۔ کہ اگر وہی پیرایہ اگر کوئی

اختیار کر کے مسیح الارض کی گت بناتا۔ تو عرش کے تارے نظر آجاتے۔ اہل ہذا القیاس اگر کسی حریف کو برا کہتا ہے۔ تو اسے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا ہے بلکہ احیاءِ اموات اہل اسلام کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کا ہار کر دیا ہے۔ اور صاف کہہ دیا ہے کہ ے

بن کے رہنے والے تم گمراہ نہیں ہو آدمی کوئی ہے رو بہ کوئی ہے خنزیر کوئی مار اس کے نقش قدم خلیفۃ المسیح عرف مل مسیح نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ مسلمان مرد کتے ہیں اور مسلمان عورتیں کتیاں +

خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس کے دادا تیمور اور چنگیز خان کی زد سے کوئی مسلمان نہیں بچا تھا۔ تو مغل قادیانی کی فحش گوئی سے کوئی شخص نہیں بچ سکا۔ ے

پورا اگر نتواند پس تمام کہند

ذیل میں اہل علم کی دلچسپی کیلئے قصیدہ قادیانیہ کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ عروضی۔ صرفی۔ نحوی اور فصاحت بلاغت کی کمزوریوں کے علاوہ اس میں ایک اخلاقی کمزوری بھی موجود ہے۔ کہ جس طرف آج تک کسی اہل قلم نے توجہ منطوف نہیں فرمائی۔ اسید ہے کہ میری اس محنت کو رائیگاں نہ کیا جائیگا۔

اس وقت میرے سامنے قصیدہ قادیانیہ۔ ابطال مونگیری اور جواب ابطال مونگیری تینوں موجود ہیں۔ میں جو کچھ کہوں گا۔ اس کا حوالہ ناظرین ان تین کتابوں جو خود ہی تلاش کر لیں اور اردو ترجمہ خود شائع کرانقل کر دینگا۔ شعر علی

ایا ارض مدی قد دفاک مدخر و اذال ضلیل و اخرک موخر  
دترجمہ ۲ بے مد کی زمین ایک ہلاک شدہ ہے تھے ہلاک کیا۔ اور سخت گمراہ کرنے والے نے تھے مارا اور ایک غصہ دلانے والے تھے بھوکو رانگھتہ کیا۔

تشریح اول۔ مدخر ضلیل اور موخر سے مراد مولوی شاد اللہ صاحب ہیں کہ جنہوں نے قادیانیوں کو موضع مد میں چنے چبائے تھے۔ اب مسیح الارض نے پہلے تین گایاں رسید کی ہیں۔ کسی جوا ہے کہ زمیندار نے راستہ

نہیں بتانا تھا۔ تو اس نے کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر گالیاں دیدے کے  
 اپنی بہتر اس نکال لی تھی۔ مسیح الارض کو بھی وہی سوچھی تھی۔ کہ بسم اللہ ہی یوں  
 کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہلاک شدہ میں سخت گمراہ ہیں۔ اور غصہ دلانے  
 والے فتنہ انگیز ہیں۔

تشریح دوم۔ میرزا صاحب آج ہیں نظر نہیں آتے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب  
 بقید حیات ہیں۔ تو ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس وقت کیسے صُکھ گئی اور ہلاک شدہ  
 تھے۔ اخلاقی موت مراد ہے۔ تو اس کا مصداق شاعر کا اپنا وجود مبارک زیادہ  
 موزوں تھا۔ ہاں اگر صُکھ گئی ہلاک کر نیوالا شخص مولوی صاحب کو کہا جاتا تو قابلِ تسلیم  
 تھا۔ مگر نہیں معلوم شاعر کو کسی مجبوری درپیش آگئی تھی۔ کہ یہ کہتے بیٹھ گئے کہ ہلاک  
 شدہ نے ارضِ مَد کو ہلاک کر دیا۔ قادیانی اصطلاحات میں مردے بھی مارا  
 کرتے ہیں۔ پھر یہ ستم کیا کہ ترجمہ میں یہ لفظ بڑھا دیا۔ کہ تیری خستگی کی حالت میں  
 ثناء اللہ نے تجھے ہلاک کر دیا۔ بظاہر زمین کو خطاب ہے اور مراد غالباً دُعا کے  
 باشندے ہیں۔ مگر اس شعر میں کوئی ایسا لفظ نہیں لکھا۔ جو ہمیں اس طریق حذف  
 کی طرف راہنمائی کرے۔ سوائے اس کے کہ زمین نہیں مرا کرتی۔ بالخصوص جبکہ  
 زمین کو کوئی مردہ مارے تو اس وقت تو اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

تشریح سوم۔۔۔ مَد کے متعلق لکھا ہے۔ کہ مَد سنسکرت کا لفظ نہیں ہے  
 بلکہ مُکھا، گیارہ چھٹانک کا ایک پیمانہ ہے۔ بہار کے باشندے اڑیس  
 تھے۔ انہوں پیمانہ ہی اپنا گاؤں بنالیا۔ کہ مقابلہ دوسرے شہروں کے یہ گاؤں  
 بالکل چھوٹا ہے۔ اس کے بعد موت بنانے کی کوشش کی گئی۔ کیونکہ اس کو موت  
 سمجھ کر خطاب کیا گیا ہے۔ حالانکہ مَد کے اول ارض کا لفظ موجود تھا۔ وہ جناب  
 نے نہیں دیکھا۔

تشریح چہارم۔۔۔ سخت گمراہ کر نیوالے سے مراد مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں  
 لکھا ہے کہ انہوں نے ارضِ مَد کو مارا۔ کیا گھونٹ مارا؟ چوڑی ماری؟ لاٹھی ماری؟



کہلات ماری؟ کیا مارا؟ کچھ نہیں بتایا۔ ہاں اگر ہلاک کر دیا۔ یا مار ڈالا مراد ہو تو اخلاقی طور پر کچھ مفہوم قائم ہو سکتا ہے مگر موجودہ صورت میں کہ نوا مور شاہم کے خیالات سے بڑھ کر۔ فقرہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ وہی بات کہ تیلی تو تیلی تیرے سر پر چلی گئی بات شعر بنے یا نہ بنے کوئی بات نہیں سرتو ٹوٹے گا۔ یہاں مولوی صاحب کو تو گالی سنائی گئی۔ اور کیا ضرورت ہے۔

تشریح پنجم :- شعری بندش ملاحظہ ہو۔ تجھے ہلاک کیا یہ تجھے مارا۔ اور تجھے برا لکھتے کیا۔ آہا یہ نکتہ آفرینی کہ مولوی شہداء اللہ صاحب اپنے ہلاک کیا۔ پھر اسے کسی چیز سے مار پیٹ کی۔ اخیر میں اس مردہ کو برا لکھتے کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اس مردہ کو زندہ بھی کیا تھا۔ کیونکہ اشتغال بغیر زندگی

کے محال معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال یہ شاعرانہ تخیل صرف قادیانی شاعری کا مخصوص حصہ ہے۔ ورنہ کوئی سلیم الطبع شاعر اس تخیل کو قابل توجہ نہیں سمجھ سکتا۔ تشریح ششم :- شاعرانہ مذاق کے مطابق اس شعر میں کوئی خوبی پیدا نہیں کی گئی۔ اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ قصیدہ اعجازیہ ہے یہی اعجاز ہے۔ تو قادیان کو سلامت رہے۔ یہ شعر تو ابھی مطلع ہے۔ آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔

تشریح ہفتم :- میرزا صاحب کی ضمیر خود ملامت کرتی ہوگی۔ کہ رے میاں دعویٰ نبوت ابدیہ شاعری! یہ کیا غت بھد ملا دیا۔ مگر نفیس مارہ کہتا ہوگا۔ کہ چلنے دو کون پوچھتا ہے۔ کہہ دیں گے کہ تم مقابلہ میں نہیں آ سکتے۔ تو شاعری کو نبوت کے خلاف قرار دینے لگے ہو۔ پھر یہ بھی خیال آتا ہوگا۔ کہ میاں صاحب بغیر تو مذاق شاعری سے بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔ مگر معاً یہ جواب سوچھ گیا ہوگا۔ کہ حریف بھی تو شاعر نہیں ہے۔ کون پوچھتا ہے۔ چلنے دو۔ اور کچھ نہیں تو گالیاں تو تین بھردی ہیں۔

کیا یہ کمال کچھ کم ہے۔ کوئی اور سلیم الطبع تو مطلع میں ایسی گندی گالیاں بھکر دکھلائے تشریح ہشتم :- اسلامی تاثرات سے متاثر ہو کر مسیح الارض کا فرض تھا۔ کہ حمد و صلوة کے بعد کلام شروع کرتا۔ مگر یہ خیال آتا ہوگا۔ کہ گالیوں کے لئے حمد و صلوة

کی ضرورت ہے۔ ہم اگر اس شعر کے مقابلہ میں اگر کچھ کہیں گے۔ تو ہمارا عذر ظاہر ہوگا۔ کہ جب نبی وقت کو حمد و صلوة کا پاس نہیں ہے۔ تو دوسرے پر کیا افسوس ہو سکتا ہے۔

تشریح منہم۔ اس شعر میں اگر تاویل کی جائے۔ تو یوں کھنا پڑے گا۔ کہ اے موصیٰ مدد کے کر بنے والو تم تو پہلے ہی اسلامی تعلیم سے مردہ خیال کئے گئے تھے اب تمہیں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اور بھی قعر ضلالت میں دھکا کر تباہ کر دیا مگر اسوقت قادیانی شاعر کے نکتہ خیال سے یہ نہایت ہوگا۔ کہ وہ اسلامی تعلیم کو اپنی تعلیم کے مقابلہ میں گمراہی اور پلاکت تصور کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو قابلِ تباہ نہیں سمجھتا۔ اب اس شعر سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔ کہ مسیح الارض اپنی ہستی کو پیش نظر رکھ کر لوگوں کو کافر غیر ناجی تصور کرتا تھا۔ اور یہ صرف بہانہ ہی تھا۔ کہ چونکہ مسلمانوں نے اسے کافر کہا تھا۔ اس لئے وہ خود ہو گئے تھے۔ تشریح دہم۔ پیچھے مقتضی تھا۔ کہ اس لئے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب یوں کہتے۔

رَوَيْدُكَ مَغْلُ الْقَادِيَانِ الْمُرَوِّا  
وام ترز دیر چیلانے منل ذرہ ہوش سہالیو  
تَقُولُ ثَنَاءُ اللَّهِ قَدْ ضَلَّ سَعْيُهُ  
کہتے ہو کہ ثناء اللہ کی کوشش ضائع گئی  
وَأَنْتَ بَلَّ الْخَطَالِ فَرَوَّاسٍ الْوَحْيِ  
تو کہو کہ تیرے جاہل تابعدار ہو ایسی بھال آئے  
فَلَاذْ قَا بَمَرْحَى وَاسْتَعَاذُوا بِمُخْلِفِ  
پیر اپنی چراگاہ میں آئے۔ اور کھڑی پر پناہ لی  
وَمَنْ هُوَ عِيَّ لَا يُحَادِثُ سَا لَفَظَةً  
جو میدان میں ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا

لَمَّا ذَا عَلَى أَصْلِ الْأُمُودِ الشَّكْرُ  
اصل واقعات پر کیوں پردہ پوشی ہے  
فَذَلِكَ يُحْتَنَانُ عَلَيْنَا يَحْتَمِرُ  
یہ تو ہم پر بہتان دگایا جا رہا ہے  
فَهَارَ حَمِيرٍ قَدْ رَايَا غَضَضُفُ  
جیسے کہ گدھے۔ کہ جن کو شیر نے کچھ لیا،  
فَصَا جَبْهُمْ يُشْشِي لَشَا وَهَجْجُ  
اور مالک لگا گالیاں دینے  
فَلَيْسَ لَكَ فِي الدَّارِ إِلَّا التَّزْتَرُ  
تو اپنے گھر آکر ترتر کرنے کے بغیر وہ کہہ ہی کیا سکتا

وَلَكَيْسٌ يُغْلِبُ مَنْ عَدُوُّهُ لِسَانَهُ وَلَا كَيْشٌ إِلَّا نِيَابٌ إِذَا كَانَ يُقْتَمَرُ  
وہ مغل ہی نہیں کہ جس کی زبان شیریں

قَدْ أَلَيْكَ الْغَمُّ مِنْ تَمُورٍ وَحَبْلَةٍ  
یہ طریق کار تو نہ رنگ ادا اس کے دادا انکو وراثت ملی ہوئی تو  
وَمَنْ حَرَّمَ التَّحَدُّ أَرَفَهُمْ ۲ مَلْبَسٌ  
اسلمو اگر غل زبانہ رازی سے محروم ہو وہ برباد ہو جاتا ہے  
(باقی آئندہ)

## شیعوں کی عجیب و غریب باتیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں)

شیعہ کی چھٹی عجیب بات :- فروغ کافی کتاب النزی والتجلی ص ۳ پر ہے  
کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :- ۱ العودۃ عود تکان القلب واللب  
فاما اللب فمستور یا الالیتین - فاما القلب فاستورہ ببیداک -  
یعنی شرمگاہ دو ہیں - ایک آگے اور ایک پیچھے کی شرمگاہ تو دونوں سر میں خود بخود  
چھپی ہوئی ہے - آگ کی شرمگاہ پر اپنا ہاتھ رکھو (۲ استغفر اللہ) صریح  
توبہ کی گئی ہے - امام کاظم علیہ السلام کی - کہ آپ نے حالت برہنگی میں صرف  
ذکر پر ہاتھ رکھ لینے کو کافی فرمایا - شیعوں اتنا تو کرو - کہ کبھی اس روایت  
پر عمل کر کے خلق اللہ کو دکھاؤ کہ ہم بڑے ہی محب علی ہیں - ایام گرمی  
میں آپ لوگوں کو بہت مفید پڑتی ہے - مگر افسوس کہ تم نے کبھی اس پر عمل کر کے  
نہ دکھایا -

شیعہ کی ساتویں عجیب بات :- فروغ کافی کتاب النزی والتجلی ص ۳ پر ہے  
کہ امام ابو جعفر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے -

۱۰ اباجعہ علیہ السلام  
 کان یقول من کان یومن باللہ  
 والیوم الآخر فلا یبدل خلی الخ  
 لا یمیزو قال فلیدخل ذوات  
 یومہ الحماہ فتنور فلما ۲۰  
 ۲ طبقت النورۃ علیہ نہ  
 ۲ الفی المیزار فقال لا مولا لہ  
 باجی انت و اخی انت لتوصینا  
 یا لمیزار و لکنما و قد القیتک  
 عن نفسك فقال ما علمت  
 ان النورۃ قد طبقت لہورۃ  
 کوڑھک لیا ہے۔

کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان  
 وہ حمام میں بغیر انار کے نہ جاوے۔ راوی  
 کہتا ہے۔ کہ جو جعفر ایک دن خود حمام  
 میں داخل ہوئے۔ اور چونا لگایا جب  
 چوناں کے بدن پر لگ گیا۔ تو اپنے  
 ازار پھینک دی۔ آپ نے غلام نے آپ  
 سے کہا۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان  
 ہوں۔ آپ تو ہمیں انار کا پروقت پہننے  
 کا حکم کرتے ہیں۔ اور خود آپ نے بدن  
 سے انار اتار دی ہے۔ تو امام نے فرمایا کہ  
 کیا تو نہیں جانتا کہ چونا نے میرے ستر

کیوں شیعہ کیا تم اپنے ائمہ کی شان گھٹانیں رہے۔ کیا تم انہیں خلق اللہ کی نظروں  
 سے گرا نہیں رہے۔ اللہ اکبر۔ کہاں امام برگزیدہ ابو جعفر کی ذات والا صفات  
 اور کہاں یہ بے ستری اور بے حیائی کی فحش اور گندی بات۔ بچہ بھی سمجھ سکتا ہے  
 کہ چونا مل لینے سے کہاں تک شرمگاہ کو چھپایا جا سکتا ہے۔ اس روایت کی بنیاد پر  
 وہاں وہوؤں کو جو اپنے وجود پر گامچنی مل کر شنگے بھر کرتے ہیں۔ شنگے نہیں کہنا چاہیے  
 فتدبرو:-

شیعہ کی آکھوں عجیب بات:- علی الشرائع صفحہ ۸ پر ہے کہ حضور مقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ یا علی ۲۰ اللہ تبارک  
 و تعالیٰ حملتی ذنوب شیعۃ ثم غفرہا لی و ذالک قولہ  
 عز وجل لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر۔ یعنی اے  
 علی تیرے شیعوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رکھے۔ پھر انہیں میرے بخشہ یا

اور یہی وہ قول ہے اللہ عز وجل کا - لیخفرك الله الخ اے سجان اللہ کس چالاک سے رہ اعمال وسیع کیا گیا ہے - جو یا اب یہ بخشے ہوئے ہیں - جو چاہیں کریں - کوئی عافیت نہیں - انہوں نے تو اپنی خواہشات پورا کرنے کو کہیں یہ نکتہ مارا - کہ میں امام جعفر صادق کے والد نے کہہ دیا ہے - کہ جب تم پہچان لو - تو پھر جو چاہے کرتے چلو - (کما مر) کہیں واقعہ زنا کو نکاح قرار دینا حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دیا - کہیں یہ نکتہ مارا صل اللہ علیہ وسلم (کتا لہود) دین صرف محبت کا نام ہے - نماز روزہ کی ضرورت نہیں - اور اس روایت میں اپنے پاک و صاف ہونے کا یوں اعلان کیا کہ ہمارے گناہ حصواً واقع ہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائے - پھر اللہ نے انہیں بخش دیا - ان عقلمندوں سے کوئی پوچھے - کہ کیوں جی - کہ آپ کا حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی کب تھا - تم لوگ تو آپ کے انتقال کے بعد کہیں دور جا کر بنے - پھر یہ کن شیعوں کے گناہ اٹھائے گئے - اور بخشوائے گئے -

شیعہ کی ناولین بات :- اصول کافی ص ۱۵۹ پر ہے - کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :-

ان الله غضب على شيعتنا فخرى نفسى ۲ وہم فوقیتہم واللہ بنفسی کہ اللہ تعالیٰ شیعوں پر غضب ناک ہوا اور مجھ کو اس نے اختیار دیا ہے - کہ میں اپنی جان دوں یا وہ ہلاک ہو جاویں - اب نجد میں اپنی جان دیکر اکیچا تا ہوں اے منصف مزاح شیعوں! ذرہ انصاف سے کہنا - کہ وہ یہی معاملہ ہے کہ نہیں جیسا کہ نصارے کے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیساؤں کے تمام گناہوں کے کفارہ میں اپنی جان دیدی نجد اس قول میں اور عیساؤں کے قول میں ذرہ بھی فرق نہیں - وہاں یہ ہے کہ کریں عیسائی بھریں حضرت عیسیٰ - یہاں یہ کہ کریں شیعہ اور بھریں امام موسیٰ - تعجب ہے کہ جو گناہ شیعوں نے کئے ان کو امام معصوم کی جان سے کیا واسطہ - ہم نے بالکل سچ لکھا ہے - کہ فرقہ شیعہ ظاہراً اپنے

ائمہ کا محب ہے، باطناً ان کا ہمین ہے۔ ظاہر تو اپنے پو امام کو لفظ مخصوص سے یاد کرے۔ باطناً سارے شیعوں کے گناہ ان کے سر تھو پے۔

شیعو! جب ائمہ کے وقت میں ہی تباہی یہ حالت تھی کہ اللہ کا قبر نازل ہو نہ سکا تھا۔ تو اب خدا جانے کیا فبت ہے۔ تمہارے متقدمین کی ہی یہ حالت تھی کہ وہ مسیحی قبر تبار کے تھے۔ امام کی جان گئی۔ تو دنیاوی عذاب رکھا۔ تو تم خدا جانے کس امر کے مستحق ہو۔ آؤ حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہما کی غلامی اختیار کر لو۔ اور قبر تمہارے کے مستحق نہ بنو۔

شیعہ کی دسویں عجیب بات :- اصول کا فی حجت پر ہے کہ امام جعفر صادق نے سلیمان بن خالد سے فرمایا :-

یا سلیمان ۱ انکم علی دین من کتمہ ۲  
 ۱ عنہ ۲ اللہ ومن اذاعہ ۱ اذلہ اللہ جو کوئی اس دین کو چھپائے گا۔ اللہ اس کو عزت دے گا۔ اور جو کوئی اس دین کو ظاہر کریگا۔ اللہ اس کو ذلت دے گا۔ مسجیان اللہ۔ اگر کتمان حق ہی موجب عزت ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے جو د عالم سے بڑھ کر عزت پائی۔ شاید عند الشیعہ حق کو چھپاتے ہی رہے ہوں۔ اور مبعوث بھی آپ کتمان حق کے لئے ہی ہوئے ہوں۔ بریں عقل و دانش بیاہر گریست  
 (تلك عتسہ کا ملہ)

## اطلاع

جن صاحبان کو کوئی کتاب یا رسالہ یا قصہ لکھو ناما مطلوب ہو تو میجر دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ سے خط و کتابت کریں جو آپ نہایت اعلیٰ لکھاٹی اور مقابلتہ ارزان اور حسب وعدہ اپنے خاص کاتب سے کتابت کر کے ہم پہنچائیں گے۔ (منشیج)

# بھیرہ میں میراثیت کا خاتمہ

منظرہ بھیرہ اور اس کے امید افزا و خوشگوار نتائج

مسلمانان بھیرہ کی مذہبی بیداری اور اسلامی غیرت کا پُر جوش مظاہرہ  
(مولانا ظہور احمد صاحب زندہ یاد)

کذب را بنود فروغی چون بتابد نور حق

منظرہ بھیرہ میراثیوں کے لئے سخت ذلیل و رسوا کن ثابت ہوا۔ ابواقسام مولانا محمد حسین صاحب نے میراثیت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں۔ اور میراثیوں کے قادیان کی خانہ ساز نبوت کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔ اور میراثیت کے وہ پرچے اڑائے کہ ناقیامت یاد رکھیں گے۔ اسلامی مناظر کے برائے قباہرہ اور استدلال مجھ نے قصر میراثیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیں۔ اور قادیانی و جال کے باطل و اکاذیب کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس فریب خوردہ جماعت کو موت کی نیند سلا دیا۔

الحمد للہ! مسلمانان بھیرہ پر اس فرقہ ضالہ و مضلہ کی حقیقت کا مکمل منکشف ہو چکی ہے۔ اور ان کی گبری چالیں مکمل لہو و منافقانہ ہتھکنڈے الم فاشرا ہو چکے ہیں۔ شکر صد شکر کہ مسلمانوں میں روح بیداری بھی پیدا ہو چکی ہے جس سے گزشتہ عظمت و سطوت کے پھر حاصل ہونے کی امید ہے۔ ہر مسلمان کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ فرقہ میراثیہ محض دوکانداری اور ابلہ فرتی کا ایک سلسلہ ہے اور میراثیوں کا سیرت جلسوں کا ڈھونگ رچا کر استحبابِ نذر کا موقدہ تلاش کرنا کسی مسلمان سے مخفی نہیں۔ اس دفعہ ہن دوست نا دشمنان اسلام کے جلسوں کی حقیقت ہندوؤں اور سکھوں پر کھل گئی۔

اور وہ ان کے جلسوں میں شمولیت سے باز



رہے۔ آئندہ ان تلامذہ شیطان کی مباحی خبیثہ کبھی بھی بار آور نہ ہوگی۔ اور اسی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو انہوں نے یوم صیرت اور یوم تبلیغ کے موقع پر اٹھائی۔ امید ہے کہ مسلمان آئندہ بھی اپنی مذہبی حیثیت کا وہی ثبوت پیش کریں گے۔ جو انہوں نے ان دو موقعوں پر دیا۔

اے توحید اسلام کے علمبردارو! اے موحی حق کے سرشارو! اب تمہارے بیدار ہونے کا وقت ہے۔ دیکھو غیر اقوام کس سرعت سے میدانِ ترقی میں گامزن ہیں۔ اور تمہاری ٹھکانی ہوئی ہستیاں کس طرح تم پر اپنی بڑائی اور فوقیت کی ڈینگیں مار رہی ہیں۔ اور کس طرح اپنے مقاصدِ شومہ کی نشر و اشاعت میں سعی ملیج کر رہی ہیں۔ مگر آہ ایک تم ہو کہ

قلب میں سوز نہیں روح میں حساس نہیں کچھ بھی تمہیں پیغامِ محمد کا پاس نہیں  
 اللہ اب تو ذرا خارِ دیرینہ کو خیر باد کہو حربہِ عشقِ محمدی ہاتھ میں لے کر میدانِ عمل میں گامزن ہو

منتظرِ ظلمے ہیں چشمِ خمار آلود کھول ے اٹھ کلیدِ فتح بنِ قفلِ درِ مقصود کھول  
 اثرات و نتائجِ مناظرہ بحیرہ

یہ اس مناظرہ کا ہی اثر تھا۔ کہ میرزا میوں کی شیخی کرکری اور غرورِ خاک میں ملگیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کی ہن و مائیاں اور لن ترانیاں کچل دی گئیں۔

(۲) مناظرہ کے موقع پر مولانا ابوالقاسم کی میرزائیت شکن تقریر نے ایک فادویانی کے دل کے قفل کو کھول دیا۔ اور وہ میرزائیت سے تائب ہو کر حلقہِ یقینِ اسلام ہوا۔

(۳) یہ مناظرہ کا ہی اثر تھا۔ کہ اس نے مسلمانوں میں روحِ عمل بھونک دی اور عملی اقدام کی طرف توجہ دلائی۔

(۴) آئندہ ان شقیانِ ازلی اور مردودانِ بعدی کو جرات نہ ہوگی۔ کہ وہ مسلمانوں کے آگے دامِ تزیرو مکر بچھا سکیں۔

(۵) مسلمان حق کی طرف راغب ہو گئے۔ اور باطل بھاگ گیا۔

(۶) صداقت پسند میرزا یوں نے حق و صداقت اور کفر و ضلالت میں امتیاز کر لیا۔ وہ مولانا ابوالقاسم صاحب کی قادیانیت شکن تقریر سے عبرت حاصل کرتے مگر شقاوت قلبی نے شاہ راہ مستقیم سے دور رکھا۔  
(۷) میرزا یوں کے منت نئے ڈھونگ اور شرافت انیاں مسلمانوں کے سامنے واشگاف آگئیں۔

خداوند کریم جلہ مسلمانوں کو اس فریب خوردہ کمپنی کے مکر و تلبیس سے بچائے اور جو لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ انہیں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

منظرہ بھیرہ تاریخ میں ایک یادگار رہے گی۔ جس میں میرزا یوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور حق ایسا چمکا کہ باطل خست ہو گیا۔  
اور سیلاب حق کفر و ضلالت کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا۔

مسلمانو! ہمیں نہایت خضوع و خشوع سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم محافظ اسلام مجدد ملت و القوم۔ راستائے سنت و انجاء عت۔ حامی دین متین۔ فخر العلماء حضرت قبلہ مولانا ظہور احمد صاحب بگوی کو تاقیامت زندہ رکھے۔ جن کی تمام تربیت اور طاقت اور فرقہ باطلہ کی بیخ کنی اور استیصال میں صرف پورہی ہے۔ اور جو آئے دن مسلمانوں کی بیہودی اور بہتری کی تجدید سوچتے رہتے ہیں اور جیسا جیلہ اور ان تھکس کوششوں سے بھیرہ میں اس گمراہ کن فرقہ کے فتنہ و فساد کا سد باب ہو چکا ہے۔

یہ باطل فرقہ بھی نیست و نابود ہو جائے گا۔ جس طرح کہ دوسرے کاذب مدعیان نبوت کے فرقوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے۔

یاد رکھو فرقہ باطل کے گرد و خبار سے برگز نہیں دبایا جاسکتا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

(خاک ر غلام جیلانی بھیروی غفرلہ)

## حالات مشایخ اویح

(از مولانا سید محمد علی شاہ صاحب رکن شعبۂ تبلیغ حزب انصار بھیرہ)

ریاست بہاولپور میں اویح شریف ایک قدیم شہر ہے جس کی تاریخ سکند  
اعظم سے پہلے ملتی ہے۔ آج کل حوادث کی وجہ سے اگرچہ وہ آجکل ایک چھوٹا  
ساحل ہے۔ قدیم میں ۳۶ میل لمبا اور ۲۴ میل چوڑا شہر تھا۔ ہندوستان  
کے دوسرے شہروں کی طرح اس کی آبادی بھی زیادہ تر ہندو لوگوں  
کی تھی۔ مگر مختلف اوقات میں مختلف بزرگ یہاں تشریف لاتے رہے  
اور یہ شہر مزاج نواحی کے نور اسلام سے متنور ہوتا رہا۔ سب سے بڑے

بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ اور حضرت خواجہ  
بہاؤ الحق صاحب ملتانؒ کے فیض یافتہ حضرت سید جلال الدین بخاری  
رحمۃ اللہ علیہؒ ہیں اس شہر کو اپنے قدوم مہینت لزوم سے مشرف  
کیا۔ اس وقت اویح کا بادشاہ ایک ہندو دیوسنگہ نامی تھا۔ اس  
نے حضرت کے یہاں رہنے کو ناگوار سمجھا۔ مگر حضرت صاحب نے کچھ  
پردہ نہ کی۔ بالآخر حضور سید جلال الدین رحمہ کا اثر بڑھتا ہی گیا۔ اور  
نور اسلام پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے راجے مہاراجے آتے  
اور اسلام سے فیضیاب ہو کر واپس ہوتے تھے۔ اور دیوسنگہ حضرت  
کے رعب سے مرعوب ہو کر بیگانہ بھاگ گیا۔ حضرت کے تقدس نے لاکھوں  
ہندوؤں کو نور اسلام کروایا۔ حضرت کے پانچ بیٹے تھے۔ سب سے بزرگ  
حضرت سید احمد کبیر ہوئے۔ ان کے دو فرزند حضرت سید جلال الدین محذوم  
جہانیاں جہاں گشت اور سید راجن قتال رحمۃ اللہ علیہما ہوئے۔ چونکہ سید احمد کبیرؒ  
اپنی والد ماجد کی زندگی میں وفات پا چکے تھے۔ لہذا سید جلال الدین میر  
سراج بخاری کے بعد ان کے پوتے محذوم جہاں خلیفہ ہوئے۔ اور ان کے بعد

پھر محذوم جہان کے فرزند حضرت ناصر الدین رحمہ خلیفہ ہوئے۔ اور ہمیشہ کے لئے خلافت کا سلسلہ محذوم جہان صاحب کی اولاد میں رہا۔ اور حضرت راجن قتال صاحب کی اولاد میں خلافت نہ اُسکی۔ خلفاء خلافت اودح بخاری کی شمار ۲۳ تک پہنچی۔ اب جو بزرگ موجود ہیں۔ یہ حضرت مخدوم حاجی ناصر الدین صاحب ہیں۔ ان کا نمبر خلافت چوبیسواں ہے۔

حضرات ذیل جلال الدین میر سرخ بخاری۔ سید احمد کبیر۔ حضرت محذوم جہان حضرت راجن قتال اپنے اپنے وقت میں باکمال گذرے ان کے فضائل پر پرسیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور ان کے تدایح روز روشن کی طرح عالم میں مشہور ہیں۔ ان بزرگوں کی اولاد میں جب تک علم رہا۔ یہ لوگ مذہباً حنفی اور مشرباً چشتی اور سہروردی رہے اور باکمال تھے۔ ۲۲۶ھ تک ان میں کوئی تبدیلی نمودار نہ ہوئی۔ سب سے پہلے خلیفہ جن کا اسم گرامی حضرت نو بہار ثالت تھا۔ اور آپ خلفاء میں انیسویں نمبر پر تھے۔ ان کو اپنے بھائی نے زبردوار قتل کر دیا۔ اور ان کے ایک بیٹے کو نظر بند کر دیا۔ اور ان کا بھٹوٹا لڑکا جس کی عمر ۴ سال کی تھی۔ کسی خلیفہ کی ہلمری میں ملک سندھ میں بھاگ گیا اور وہاں کے نواب مہراب علی خاں کے اثر ترسیت سے جو کہ شیعہ المذہب تھا۔ شیعہ مذہب اختیار کر لیا۔ اور ۲۲۶ھ میں اودح میں وارد ہو کر اپنے چچا سے خلافت حاصل کر لی۔ اور اپنے آبائی مذہب اہل سنت اور مشرب سہروردی کو خیر باد کہہ کر اودح میں شیعہ مذہب کو رواج دیا۔ اور رسم تعزیر داری کو شروع کر دیا۔ جب محذوم صاحب گدڑی شین اودح شیعہ ہو گئے۔ تو تمام سادات جو علم سے محروم ہو چکے تھے۔ اور اس گدڑی سے تعلق رکھتے تھے۔ شیعہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ یہ مرض ان بے علم سادات میں مزمن ہو گیا۔ اور جاہل مرید بھی اس میں پھندے میں آ گئے۔ مگر وہ سادات جن کو اس گدڑی سے تعلق نہ تھا۔ یا وہ سادات جو تعلق رکھتے تھے۔ مگر بے علم نہ تھے۔ اس مرض میں مبتلا نہ ہوئے

اور آج تک وہ اہل اللہ میں چنانچہ اسی اوج میں ایک گدڑی مخدوم جیلانیہ کی ہے  
جواب ماشاء اللہ اہل سنت ہیں۔ اور اس اوج میں ایک سلسلہ مخدوم نجدیہ  
کا بھی خفی ہے۔ جن میں سے دیوان فضل حسین شاہ صاحب اور دیوان  
کرم حسین شاہ صاحب قابل ذکر ہیں۔

یہ سلسلہ اس طرح قائم رہا یہاں تک کہ اس صدی جب مخدوم نو بہار فوت  
ہوئے۔ تو ان کے بجائے سید مخدوم حاجی ناصر الدین صاحب خلیفہ ہوئے۔ چونکہ  
ان کی تعلیم و تربیت حضور سرکار عالی دام اقبالہم و ملکہم فرمانروائے ریاست بہاولپور  
کے زیر انتہام ہوئی تھی۔ لہذا یہ علم سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے اس  
جدید مذہب کو چھوڑ کر اس قدیم آبائی مذہب کو اختیار کیا۔ اور امام بارگاہ گراکر  
علوم دینیہ کا مدرسہ بنادیا۔ اور رفتہ رفتہ رسوم تشیع سے اس شہر کو پاک و  
صاف کرتے گئے۔ اور چونکہ ان کے آباؤ جنہوں نے مذہب شیعہ اختیار کیا  
سج اداکر نے نہ گئے تھے۔ لیکن انہوں نے فریضہ حج بھی ادا کیا۔ اور حج سے  
واپس ہو کر اعلان کر دیا۔ کہ ہم چند بد واقعات مدینہ مطہرہ اور حرم محترم کے  
باعث فیصلہ کر آئے ہیں۔ کہ مذہب اہل سنت حق اور شیعہ باطل ہے۔ لہذا  
ہم بھی اہل سنت ہیں۔ اور پچاسے تمام آباد اجداد باسنا چند اہل سنت تھے  
مخدوم صاحب موصوف پھر دوبارہ حج کو تیار ہیں۔ خداوند کریم ان کو اس فیصلہ  
میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

چونکہ مرض جلدی آتا اور دیر سے جاتا ہے۔ اور اگر مملک ہو جائے۔ تو  
پھر پناہ بخدا۔ پہلے مخدوم صاحب نے مذہب اہل سنت کو چھوڑا اور شیعہ  
ہوئے۔ تو عوام الناس نے جلدی قبول کر لیا۔ اور اب کے مخدوم صاحب شیعہ  
مذہب کو چھوڑ کر اہل سنت ہوئے۔ تو عوام بجائے اتباع کے ان کو گمراہ  
کہتے ہیں۔ اور یہی ہے حق و باطل کی تمیز۔

(باقی آئندہ)

# ضَمِيمَةُ مِلّتِ حَنَفِيَّةِ

## رکعات تراویح

جواب استفسار علیٰ الجواب حاج میاں محمد سعید صاحب ثوبہ بہتہ تاجر چرم خان پور یا بہاولپور

بدلتی و بد اعتقاد کی و باد کے ساتھ بد قسمتی سے ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو باوجود  
بہالت و لاعلمی کے اپنے آپ کو اجتہاد و تفقہ میں امام ابو حنیفہ - معلم شافعی یا دیگر ائمہ کرام سے کم نہیں  
سمجھتے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے اُمت محمدیہ میں ماہِ رمضان کے اندر بیس رکعت تراویح پڑھنے  
کا رواج چلا آتا ہے۔ احادیث سے ان کا سنت موکدہ ثابت ہے۔ صحابہ کرام کا اس پر اجماع  
ہو چکا تھا۔ معلم اعظم - امام شافعی - امام احمد رحمہما کا مذہب یہی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ کے ایک  
قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ داؤد ظاہری - سفیان ثوری و دیگر ائمہ بھی ایسی کے قائل تھے  
اولیائے اُمت ہی سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں بیس رکعت  
کو ہی سنت موکدہ ثابت کی ہے۔ تیرہ سو سال سے بیس رکعت پر اجماع محمدیہ کا عمل ہی بطور ثبوت پیش

کونے کے لئے کافی ہے۔ بموجب حدیث شریف

مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَوَعَدَ اللَّهُ حَسَنًا

نزدیک نیک ہے۔ بموجب حدیث شریف

اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ مِنْ شِدَّةِ شِدَّتِي النَّارِ

جو اس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

جس چیز کو مومن نیک دیکھیں پس وہ اللہ کے

پیر دی کرو (سیری اُمت کے) سب بڑے گروہ کی

اور قرآن مجید میں بھی سبیل المؤمنین سے علیحدگی کے لئے وعید موجود ہے۔ لہذا مسلمانانِ عالم

کا عرصہ دراز سے اس پر عمل کرنا حجت قطعی ہے۔ ورنہ اُمت محمدیہ کا گمراہی پر اجماع ہونا محال ہے

لا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ کافران نبوی موجود ہے۔ اس لئے اہل اسلام کیلئے فلاح دینی و دنیوی

اسی میں ہے کہ سواد اعظم اور سبیل المؤمنین کی اتباع کو کے ماہِ رمضان میں بیس رکعت تراویح

پڑھا کریں۔ ورنہ عند اللہ وہ مافوق ہو گئے۔

فرقہ غیر تقلیدین کے اجتہاد و آب حضرات بیس رکعت کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور سادہ لوح عوام

اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے بخاری شریف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حب ذلیل روایت  
صلوۃ اللیل کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔

ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ  
علیٰ احدی عشر رکعت (بخاری)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور رمضان کے  
سوا دوسرے مہینوں میں گیارہ رکعت سے زیادہ  
نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے متعلق سید المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مراد ازاں نماز تہجد است کہ در رمضان وغیرہ  
برابر بود و اس را صلوة اللیل سے گفتند۔  
اما تراویح غیر آنست کہ در عرف شان بقیام  
رمضان سہمی بود۔ چنانچہ ولالت می کند برآں  
حدیث مسلم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم یجتہد فی غایہ۔ و در بخاری مسلم  
مروی است انما دخل العشر الآخر  
من رمضان احیاء لیلہ وجہد و شد المیزان  
بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ جب رمضان شریف کا آخری عشرہ داخل ہوتا ہے بیدار فرماتے  
تھے اپنے گھر والوں کو اور کوشش فرماتے اور نہایت تیار فرماتے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث کے اندر فی رمضان ولا فی غیرہ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس  
میں اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان کے سوا اور مہینوں میں بھی پڑھی جاتی تھی۔ مگر تراویح کے  
محقق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یصلیٰ فی رمضان فی غایہ جماعتہ  
کرمسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں  
نماز پڑھتے تھے بغیر جماعت میں رکعتیں اور  
دتر



اس حدیث کو علاوہ ابن ابی شیبہ کے بیہقی اور طبرانی - ادہم بنیوی اور سعید بن مسعود نے روایت کیا ہے۔ اور اسناد اس حدیث کا حسن ہے۔ کیونکہ مدار اس کا ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان پر ہے۔ اور اس کو اگرچہ محدثین نے ضعیف کہا ہے مگر اس وجہ سے کہ اُس کی یہ حدیث ام المؤمنین والی حدیث کے مخالف ہے۔ پس جب ثابت ہے کہ یہ حدیث اُس حدیث کے مخالف نہیں۔ تو اس سے یہ جرح ساقط ہو جاتی ہے۔

بقیۃ التعقیب فی خواص الثقیب مطبوعہ لوکسٹور صفحہ ۹ میں ہے :-

|  |  |
|--|--|
| قال ابن عاصی ضعیف وله احادیث صالحة وان لم یستویک الی ضعف خیر من ابراہیم بن ابی حبیبہ | یعنی امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے اور اس کی حدیثیں صالح اور اچھی ہیں۔ |
|--|--|

اگرچہ محدثین نے اس کو ضعف کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر وہ ابراہیم بن ابی حبیبہ سے اچھا ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حبیبہ کی نسبت صفحہ ۷ پر لکھا ہے۔

وثقہ احمد وقال یحییٰ صالح۔ یعنی اس کو امام احمد نے ثقہ کہا ہے اور امام یحییٰ نے صالح کہا ہے جب ابراہیم بن ابی حبیبہ کی نسبت یہ الفاظ موجود نہیں۔ تو ابراہیم بن عثمان کیا حسن الحدیث اور صالح الحدیث بھی نہیں ہو سکتا۔ رئیس الحدیثین حضرت شاہ عبدالغفری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

|  |                                       |
|--|---------------------------------------|
| ابو شیبہ عبد البکر بن ابی شیبہ ان قد ضعف | ابو شیبہ اس قدر ضعیف نہیں ہو سکتا۔ کہ |
| نادر کہ روایت اور مطروح ساختہ شود۔       | اُس کی روایت کو ترک کیا جائے۔         |

حضرت علامہ بحر العلوم ملک العلماء کاشغری قدس سرہ ارکان اربعہ میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

|  |   |
|--|---|
| قال الشیخ عبد الحق قالوا اسنادہ ضعیف ورجا مرضہ حدیث ام المؤمنین انما اخبرت بما علمت ولعل رسول اللہ | فرمایا شیخ عبدالحق محدث وپڑھی نے کہ کہا علماء نے سند اس حدیث کی ضعیف ہے اور معارض ہے اس کی حدیث ام المؤمنین |
|--|---|

صلی اللہ علیہ وسلم صلیٰ عشرین رکعت  
فی بیت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا  
وشاہد ذالک ابن عباس ومواطبة  
الصحابۃ علی عشرین رکعتہ قرینۃ  
صحۃ ذالک الروایۃ

عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور ظاہر ہے کہ نہ ہی معارف  
اس واسطے کہ ام المومنین نے خبر دی اس چیز  
کی کہ جانا اور شاید نماز پڑھی ہو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت ام المومنین  
میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اور دیکھا ہو  
ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور ہمیشگی کرنی اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بیس رکعت پر قرینہ صحت اس روایت کا ہے +

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ اس واسطے  
بوجہ قرب قرابت ان کے ہاں ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ حدیث میں کان کا لفظ ہمیشگی اور  
دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ ماہ رمضان کی بعض راتوں میں حضرت ابن عباسؓ نے  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا ہو۔ نیز صحابہ کرام کا عمل اور امت محمدیہ  
کا اجماع اس حدیث کی صحت ثابت کرنے کے لئے زبردست قرینہ ہے۔ کیا صحابہ کرام کا اجماع غیر  
کسی سفیدار میں کے ہو سکتا تھا۔ اتباع سنت میں صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی حریص نہیں ہو سکتا۔ وہ  
سنت کے دلدادہ اور عاشق تھے۔ اور کیا امت محمدیہ کے سربراہ اور وہ علمائے کرام بالکل بلا  
سند و ثبوت ہی بیس رکعت پر عامل تھے ہیں۔ عقل انسانی ایسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی  
حدیث کی معتبر کتاب جمع الجوامع میں امام سیوطی شافعی فرماتے ہیں۔

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اور جو کوئی  
اس کو سنت مؤکدہ اعتقاد نہ کرے۔ وہ  
رافضی ہے۔ مقالہ کیا جائیگا ساتھ اس کے  
جیسا جماعت کو سنت نہ جانتے وہ کیا ساتھ  
اور اہل سنت و جماعت کہا ہے کہ یہ سنت  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ پڑھا  
تھا حضرت نے ان کو دو رات اور تیس

التراویح سنتہ مؤکدۃ ومن لم یبہا سنتہ  
مؤکدۃ فهو رافضی۔ یقال لمن لم یبہا الجماعۃ  
قال اهل السنة والجماعۃ انتہا سنتہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاحہا  
لیلتین وقد صلاحہا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم عشرین رکعتہ بعشرہ تسلیمات ثم  
تواضعاً ان تجب وكان لرسول اللہ

علیہ وسلم واصحابہ جہن فی  
قیام اللیل۔

حضرت نے پڑھیں تزاریح میں رکعت دس ملوں  
سے۔ پھر ان کو اس خوف سے چھوڑا یا کہ واجب  
نہ ہو جائیں۔ اور ہوتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بڑا شوق نماز  
پڑھنے کا رمضان کی راتوں میں :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کان یُوعِب فی قیام رمضان من  
غیر ان یمار بعزیمۃ فیقول من  
قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ  
ما تقدم من ذنبہ ۔

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غبت دیتے  
تھے قیام رمضان کی سوا اس بات کے جو حکم  
کریں ساتھ ارادہ کے۔ پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے جو شخص قیام کرے رمضان شریف  
میں ایمان اور طلب ثواب کے لئے۔ بخشے جائیگے

اُس کے تمام وہ گناہ جو اُس سے پہلے صادر ہوئے۔

قرآن مجید میں خداوند کریم کا ارشاد ہے

مَا أَشْكِرُ الرَّسُولَ فَخَذُّهُ وَقَدْ  
نَهَّاهُ عَنْهُ فَاسْتَمَوْا۔ (سورہ حشر)

ترجمہ جو جسے تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
سوئے لو۔ اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔  
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر یہ نازل ارشاد آتا کہ تم کیلئے واجب العمل ہیں۔

ا۔ علیکم بنق و سنتہ الخلفاء  
المراشدین المحدثین۔ تم سکو  
بھا ما النواجد۔ (رواہ ابو داؤد و احمد)

یہ پس لازم کہ پڑھو تم میری سنت اور میرے خلفائے  
راشدین کی سنت جو ہدایت پائے ہوئے ہیں  
اور چنگل مارو ساتھ اُس کے اور سخت پکڑو دائروں سے اپنے۔

۲۔ فاقتدوا بالذین من بعدی ابی  
بکر و عمر۔ (ترمذی)  
و عمر بنی :-

۳۔ پس پیروی کرو ان دو شخصوں کی جو میرے  
بعد میرے خلیفے ہونگے۔ اور وہ ابوبکر

۴۔ ان اللہ جعل الخلیفۃ علی لسانہ محمد و علیہ

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حق عیسیٰ کی زبان اور دل پر رکھا ہے

۴۔ اصحابی کا بغوم یا تسبیح اُتھاتے تھے | ۲۔ میرے صحابہ مثل تاروں کے ہیں جسکی تم پیروں کرو گے راہ پاؤ گے :

۵۔ متفرق امتی علی ثلث و سبعین ملة | ۵۔ متفرق ہوگی امت میری تہتر فرقوں پر  
كلهم في النار الا ملة واحدة قالوا من | دوزخ میں ہونگے مگر ایک گروہ۔ صحابہ  
ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی | نے عرض کیا کہ کونسا ہوگا وہ گروہ اے رسول  
(رداء الترندی) | خدا کے۔ فرمایا جو میرے اور میرے

صحابہ کے طریقہ پر ہونگے۔

۶۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم | ۶۔ بہتر زمانوں سے میرا زمانہ ہے۔ پھر اس  
الذین یلونہم | کے بعد تابعین کا۔ پھر اس کے بعد تبع تابعین کا

اب احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں خلفائے راشدین کی سنت۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ  
کے ارشاد۔ صحابہ کے طرز عمل اور ان کے طریقہ اور قرون ثلاثہ میں امت محمدیہ کے اجماع  
کا پتہ حسب ذیل تصریحات سے مل سکتا ہے۔

۱۔ عن السائب بن یزید انہم كانوا یقومون علی عهد عمرؓ فی رمضان بحشرین رکعتہ فی عهد عثمانؓ وعلیؓ مثله (سنن بیہقی)  
حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں سب ۲ رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ  
و حضرت علیؓ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی عمل تھا۔

۲۔ عن یزید بن رومان قال کان الناس یتقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاثین و عشرين رکعتہ (موطاء امام مالک)  
حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ماہ رمضان کے اندر ۳۳ رکعتیں پڑھتے تھے (صحیح دست)

۳۔ عن عبد الرحمن السجستانی علیاً دعاً القراءۃ فی رمضان فامس رجل یصلی بالناس عشرين رکعتہ وکان علی یوتریکم (سنن بیہقی)  
عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے قاریوں کو بلوایا رمضان میں۔ اور ایک شخص کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو بیس رکعتیں نماز پڑھاوے۔

عبدالغزیز بن رفیع سے روایت ہے کہ ابی ابن کعب لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

عطا فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو ۳۴ رکعتیں مع وتر پڑھتے ہوئے پایا۔

ابی الجحزی پڑھتے تھے ماہ رمضان کی رات کو ۵ تراویح کے ساتھ بیس رکعتیں اور وتر تین رکعت۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو لوگوں کے ساتھ بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت علی نے ایک شخص کو ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

سوید بن غفلہ امامت کرتے تھے۔ پس پڑھتے تھے بیس رکعت۔

زبیر بن وہب سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بیس رکعت پڑھتے تھے۔ اور وتر تین رکعت۔

محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں ماہ رمضان کے اندر بیس رکعت پڑھتے تھے۔

سعید بن عبید سے روایت ہے کہ علی بن رجبہ

۳۹۔ عن عبد الغزیز بن رفیع قال کان ابی ابن کعب یصلی بالناس بالمدينة عشرين رکعتہ (مصنف ابن ابی شیبہ)

۵۔ عن عطاء قال ادرکت الناس یصلون ثلثا وعشرين رکعتہ بالوتر (مصنف ابن ابی شیبہ)

۶۔ عن ابی الجحزی انه کان یصلی خمس ترویجات فی رمضان باللیل بعشرین رکعت ویوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ)

۷۔ عمر ابن الخطاب امر رجلاً ان یصلی بالناس عشرين رکعتہ (ایضاً)

۸۔ ان علیاً امر رجلاً یصلی بهم فی رمضان عشرين رکعتہ (ایضاً)

۹۔ قال کان سوید بن غفلہ یومنا فیصلی خمس ترویجات وعشرين رکعتہ (یعنی)

۱۰۔ عن زبیر بن وہب قال الاعمش کان عبد اللہ ابن مسعود یصلی عشرين رکعتہ ویوتر بثلاث (ابن کثیر) (ایضاً)

بن نصر المروزی

۱۱۔ عن محمد ابن کعب القرطبی کان الناس یصلون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان عشرين رکعتہ۔

۱۲۔ عن سعید بن عبید ان علی بن رجبہ

كان يصلي بهم في رمضان عشرين ترويضات و  
يوتر بسلامة (ابن أبي شيبه) ١

پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعت نوافل اور وتر تین رکعت۔

اور وزیرین رحمت  
علمائے اُمت کا اجماع

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سن میں تحریر فرماتے ہیں :-  
 (۱) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۲) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۳) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۴) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۵) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۶) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۷) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۸) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۹) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔  
 (۱۰) نبی اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری شہادت دے گا وہ میری شہادت دینے والے کے برابر ہے۔

شرح المہذب میں امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

غير الورد والكسحتمجات والتدريج أربع  
ركعات تسلمتين هذا مذهبنا وبه قال  
الحنيفة وأحمد وداود وغيرهم ونقله  
النفاضي عياض عن جمهور العلماء

اور اس کو قاضی عیاض نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔

فقہ امام مالک میں علامہ ابن رشد کی معتبر کتاب بدائیۃ المجتہد میں یوں مذکور ہے۔

واحد دعاؤا القيام بعشرين ركعة سوى  
الوتر.

امام مالک نے اپنے ایک قول میں امر ابو حنیفہ - شافعی - احمد - داؤد نے و تمول کے سوا بیس کہوں کے قیام کو اختیار کیا ہے ۔

ہم فقہ زہبی جنس کی مختصر کتاب کشف القناع میں شیخ منصور بن ادریس جنس بن زید بن رومان دہلی روایت نقل کرے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں رکعت پیر صحابہ کا اجماع نہ دیکھا تھا۔

۱۵۔ علامہ ابن قدامہ مثنیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بیس رکعت پر اجماع علیہ الصحاہ فی عصر وعش  
یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا اجماع بیس رکعت پر ہو چکا تھا۔

۹۔ ثناء علی اللہ محدث وعلوی رحمۃ اللہ علیہ سنی شرح موطا میں حدیث دائود بن حصین کے نیچے لکھے ہیں  
عمومند تہذیب الشافعیۃ والحنفیۃ عشر من رحمۃ التواضع وثلث یر شافعیوں اور حنفیوں کا مذہب ۲۰  
ترتعد امر یقین هكذا قال الحاکمی عن ابی ہشام ۱ رکعت تراویح اور تین رکعت تراویح

## الحاكم الخضر

لوگو! آج کل کے مجاہدین اپنے آپ کو بچاؤ کے نزدیک تمام سلف صالحین حتیٰ کہ

حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ دین  
مجازاً اللہ برحق تھے۔ اور یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اہل تہوسوسن سے بعد فقط انہی کو ہی مجازاً  
عقوبہ ہے کہ تمام امت گوارہ ہے۔ تو خود بالذہن سے سوچ کر لاشعور - طائب حق کے لئے یہ عقوبہ

## انبیاء و دیگر پیشوایانِ مہذب کی توہین کا نتیجہ

اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بابر کی آزمائش نے  
اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے  
نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور

اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی دہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو  
بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آمام سے زندگی بسر نہیں ہو سکتا  
جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شکاری اور ازالہ حیثیت دہری  
میں مشغول ہیں۔ اور ان قوموں میں ہرگز ہی اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم  
یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشتی اور اقدار کو بدی یا بد زبانی کے ساتھ یاد  
کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی ہنگ سُن کر کس کو جوش نہیں آتا؟ پیغام صلح  
۲۱) ”آوردہم دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بد زبانی نہیں کر سکتے“ (پیغام  
صلح) ”من اورا بکلمات درد رساند و غضب آورد و الفاظ دل آزار تا باشد کہ او  
برائے جنگ بن برخیزد“ (انجام اتھم ص ۲۵) ”اور سخت الفاظ استعمال کرنے میں ایک ایسی  
حکمت ہے کہ خفہٴ دل اس سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ ہندوؤں کی قوم کو سخت الفاظ سے  
چھیڑنا نہایت ضروری ہے“ (ازالہ مٹ) ”ایسی مہذب (ہندو) قوم کی کتاب اور شریوں  
کو بُرے الفاظ سے یاد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دالنے والوں کی طرف

لے ہی نہر پھیلانے کیلئے میرزا صاحب نے انبیاء کو گالیاں دیں اور ملک کے امن و آرام کو برباد کیا۔ سبنا تو  
پرکاش میں حمد و ہویں باب کا اضافہ کرایا (مؤلف)

۲۵) ”دین چر شک۔ قارئینِ ذرا توہینِ انبیاء میں میرزا کی تہذیب اور صداقت کا لحاظ رکھ کر ایسے سفید چہرے  
کے علیٰ کوئی ناما میرزا بیٹوں کا ہی کام ہے۔“

۲۶) ”میرزا صاحب انالہ ص ۱۳ میں لکھتے ہیں: ”جو خلاف واقعہ اور دھوکے کے طور پر شخص کو آزار رسانی کی  
غرض سے استعمال کیا جائے اُسے سب یا دشنام کہتے ہیں۔“ گو میرزا صاحب اپنا گالی دینا اور بد زبانی  
کرنے کا نتیجہ کرتے ہیں :

ہی درحقیقت وہ گالیاں منسوب کی جائیگی (پیغام صلح مکتبہ ۲) (نوٹ ذیل میں ملاحظہ ہو) سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوئی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے۔ یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے، مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے۔ یا وہ غلطی یا غلطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ (الصلح خیر میرزا کا اشارہ)

**احسان میرزا** | اگر کوئی سخت لفظ عین محل پر چپاں اور عند الضرورت جوتو

وہ احسان کی حالت کے متافی نہیں ہے (ضرورت الامام مکتبہ)۔ امام زمان پر آیت اللہ علی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے (ضرورت الامام مکتبہ) "بہتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے" جس دل میں ہے نجاست بیت الخلاء وہی ہے "نقل از شرہ کاملہ"۔ ہندوؤں کی قوم کو سخت الفاظ سے چھیڑنا ضروری ہے (الزام مکتبہ) "مروری سعد اللہ لدھانوی فاسق۔ شیطان جیکٹ مخوس نطفہ وسفہا۔ زہری کا بیٹا۔ اور ولد الحرام ہے" (تفتہ حقیقتہ الوحی ص ۱۸) امیر اہل حدیث محمد زبیر حسین دہلوی ابن مالائی ہے اور اس کا کھفت شاگرد محمد حسین مٹاوی مفتی ہے (مواہب الرحمن ص ۱۴) اسی طرح میرزا کی تمام کتابیں بد اخلاقی کا منظرہ رہی ہیں۔

نقشہ: میرزا صاحب کی طرح میرزا بی بی جیسا مقدمہ دیکھتے ہیں غل کرتے ہیں، خواجہ کمال الدین میرزا کی کتاب ہے۔ شیخ یعقوب علی شراب قادیانی نے ولایت جلتے ہوئے مجھے جہاز میں کہا کہ میں جینی جماعت قادیان آج سمجھا آگئی۔ کہ میرزا جیوں کا ہمارا جنتاب غلط ہے۔ ادم اس کا امام کہیں گے۔ یہاں محمد احمد صاحب اب دوسروں کو کافر کہنے میں مثال میں اب ضرورت وقت نے یا شاید کسی کے اشارہ نے انہیں مجبور کیا کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دیا (محمد کامل مکتبہ)

ملہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر گالیاں کہیں دے دی ہیں وہ خدا صلی میرزا صاحب نے مرزا دی ہیں کہ خلق عظیم کا امام اس سلوک ہو سکتا ہے جو میرزا نے اہل اسلام سے کیا ہے جس کا ذکر اس کتاب میں دھڑکی ہے۔ ایسا بدنام کلمہ کہ جو قدر گالیاں دی ہیں انکا احاطہ کرنا مشکل ہے عیسائیوں کی یک جہتم دجال۔ یا جوج ہوج مردہ پرست۔ گوہ کھانولے۔ طوائف کا طرح نئی دھڑکے القاب سے بدکاریوں کو اپنا کتبہ سرچشمہ کہیہ شمع حق۔ و چشمہ حور میں نہایت کثرت سے گالیاں دی ہیں یہاں تک کہ ایک سخت خوش گالی دیا کہ ہندوؤں کا پریشہ زان ہے

دیں انگلی ہے یا چشمہ حور صدف ملہ مسلمانوں کو ایسے شائق اور باہار پارک سے ہوشیار بنانا چاہیے



## اہل اسلام کے لوگ

”تمام مسلمان حرامزاد سے ہیں“ (انوار الاسلام ص ۳۳) مسلمان

جنگلوں کے سؤ اور ان کی عورتیں کُنیں سے بدتر ہیں۔

نجم الہدی ص ۱۱۰۔ علمائے اسلام کی شان میں یوں گوہر افشانی فرمائی تھے بد ذات فرقہ مولویان! اندھیرے کے کیڑو۔ اندھے۔ نیم دہریہ۔ ابلوب۔ جنگل کے وحشی۔ نابکار۔ پلید دجال۔

بدبخت مفتریو۔ اعمی۔ اشرار۔ اوباش۔ پلید طبع۔ بد ذات۔ بدچلن۔ باطنی جذام تھلب چوڑھے حمایہ چار۔ حق۔ یہودیت کا خیر رکھنے والے۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خالی گدھے۔

دل کے مجذوم۔ ڈوموں کی طرح مسخرو۔ دلت کے سیاہ داغ ان کے مخوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دینگے۔ زندیق۔ سگ چکھان۔ رئیس الدجالین۔ روسیہ۔ دباہ باز۔ رأس المخذین۔ رأس الخادین۔ سفلی مابے بصر۔ ساہسی۔ سفہا۔ شریر۔ عسکار۔

طالع مخوس۔ عقارب۔ غول الانوی۔ قیمت یا عبد الشیطان کہتے۔ کیڑور۔ کہا ماہر زاد اندھے۔ گندی دعو۔ منافق مخذول۔ بھجور۔ مجنون درندہ۔ گس لطینت مؤویں کی

بک بک۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ وحشی طبع۔ ایمان۔ بالکین۔ ہندو زادہ۔ علیہم

قال لمن الله الف مرة (نقل از عصائے موسیٰ)

لقیٹا۔ میرزا صاحب نے اپنے تمام مخالفین کو ذریتہ البغایا قرار دیا۔ اور بغایا کا ترجمہ کتاب مجتہ النور کے صفحہ ۳۱ پر ”زن گئے زانیہ“ اور صفحہ ۶۹ پر ”زان بازاری“ اور صفحہ

۸۷ پر ”زان فاحشہ“ کیلئے۔ میرزا صاحب نے ہزار ہا مقدس ان لوں کی ماؤں کو ایسی گندہ گالی دی ہے اور ایک آیہ الزام لگا رہے جس کی بنا پر وہ شریف ان کو

کہانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

میرزا محمود صاحب فرماتے ہیں۔ تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵) ”کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۱۱۰)

مسلمانوں سے رشتہ و رابطہ جائز نہیں۔ (ریکات خلافت ص ۵۵) ”کسی مسلمان کے پیچھے نماز

مسلمان درود ہزار بار پڑھتے ہیں اور میرزا صاحب کی زبان و قلم سے بجائے جملہ

ہزارہ کے ہزار ہا رشتہیں نکلتی ہیں۔

سبحی جنازہ نہ پڑھو۔ (انوار خلافت ص ۱۹)۔ اب مسیح (میرزا) اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ (عرفان الہی ص ۱۹)۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (مرزا) کا نام عیسائی رکھا ہے تاکہ پہلے عیسائی کو توہیدوں نے سولی پر لٹکایا تھا۔ مگر آپ اس زمانہ کے ہم پوری صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں (تقدیر الہی ص ۲)۔ ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احدی نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری عجمائی کی طرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ اگر ان پر غالب آئے گی کوشش کریں۔ شکاری کو بھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار بھاگ نہ جائے۔ یا ہم پر ہی چل نہ کرے۔ (تقریر مرزا محمود از الفضل ص ۲۵ پر پری سنٹ)

”خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) نے آں حضرت کی بعثت اول اہل ثانی کی باہمی نسبت کو ہٹال اور بعد سے تعبیر فرمایا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر (یعنی مرزائے زمانے والے مسلمان) بعثت اول کے کافروں (یعنی کفار عرب) سے بڑھ کر ہیں۔“ (ابو الفضل جلد ۳ ص ۴۴)

**میرزاویت کی ترقی کے اسباب** | ”مگر انگریزی سلطنت کی تموار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ لیکن یہ اس پر ہادیہ غالب اور باسیاست جوہارے لئے مبارک ہے خدا اس کو ہماری طرف سے

۱۹۳۳ء میں بنیام میرزاویں نے ایک مسلمان کو بگناہ قتل کر دیا تھا۔ حال ہی میں بمقام ڈیرہ بابائیک مسلمانوں کے سروں کی اینٹوں اور لاشیوں سے میرزاویں نے تواضع کی جلسہ اسلامیہ کے موقع پر بمقام قادیان نئے بگناہ مسافروں کو نعوذ کیا گیا۔ اور جہاد باسیف کو حرام کہنے والوں نے جہاد بالاسلحہ پر حمل کر کے گیس ٹیمپ پر اپنی قوت و دس صرف کردی تاکہ کمان بنیاد پر چھتہ ظلم عظیم ہوا اسکی حقیقت دنیا پر آشکارا ہے۔ ان کے کھان جلائے گئے اور ان کے ایک فرومسنری محمد بن کو مرزا محمود کے خاص سرمد نے قتل کر دیا۔ غرض اس جماعت کی ساری دنیا میں مذمت اختیار کر رہی ہیں۔ قادیان میں کسی مسلمان کا مال و جان و بر و محفوظ نہیں (مؤلف)

جزائے خیر دے۔ (ذرا کچھ منہم حاصل)۔ سو اُس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں۔ کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گونڈٹ کے سایہ رحمت میں جگہ دی جس کے نیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس حسن گونڈٹ کا ہر ایک پر ہر عایا میں شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقام صمدی جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کس باد گونڈٹ کے نیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گونڈٹ ہی تھی (تخت قیصر ص ۲۵)۔ اکثر دور کے مسافروں کو لپٹے پاس سے زیادہ دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض کو تیس تیس یا چالیس چالیس روپیہ دینے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور دودو چار چار تو معمول ہے۔ (اشہار اتوائے جلہ لمحۃ شہادۃ القرآن)۔ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آ سکی۔ (فتوۃ الامام ص ۲۳)۔ اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا کچھ بھی ذکر نہ ہوتا۔ اور صرف میرے مسیح موعود ہونیکا ذکر ہوتا تو وہ شور و سلاہا سال بعد پڑا۔ اور تکفیر کے فتوے تیار ہوئے یہ شور اسی وقت پڑ جاتا۔ (انجماز احمدی ص ۱۰) پھر میں بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر رہا اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و دے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہونے کے تو ہی میری طرف

لے رشوت (مولفہ) ملے میٹھے حکمت علیوں سے اسلام کے لباس میں آہستہ آہستہ اپنا اثر قائم کیا۔ درجہ بدرجہ دعویٰ کا اظہار کیا۔ پہلے مصلح قوم بنے۔ پھر مجدد۔ پھر مہدی اور پھر مسیح۔ اور آخر کا اعلان یہی نبوت کر دیا۔ سادہ لوح عام بتدیج مرزائی عقاید کو قبول کر سکتے تھے۔ (مولفہ) ملے مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں اپنے دوستی یا ایام میں خاصا بھری شک کھاتا۔ تو کافر مچاؤں۔ مگر اس جگہ اقرار کرتے ہیں کہ بارہ برس کا فرج ہے۔ اب مرزائی کس حد سے بخت فیکم عمر والا استدلال پیش کر سکتے ہیں۔ کیا مرزا کی کافرانہ زندگی صداقت کی دیں بنا سکتی ہے۔ لیکن یعنی زمین تیار ہو چکی۔ عقل کے اندھوں کی جماعت قائم ہو چکی۔ مریدین و مستحقین کا جنگشا ہو گیا۔ اور حالات موافق ہو گئے۔ نیز اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وفات مسیح کا عقیدہ صرف ایام کی بنا پر ہے۔ دینہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ وفات مسیح کا ذکر نہیں۔ دینہ پیرزاد صاحب پہلے ہی متنبہ ہو جاتے۔ (مولفہ)

ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۷) مجھ کو جیسا گورنٹ برطانیہ کی سلطنت و فطرت حمایت میں امن ہے نہ کہہ میں ہے۔ نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں۔ نہ شام میں۔ نہ کابل میں نہ ایران میں (ابہی قاتل جلد ۲۵) گورنٹ کو مسلمانوں سے بدظن کیا۔ حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا۔ اور اُس نے مجھے اپنی گورنٹ کے اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی۔ وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے۔ وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان ایڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی۔ اور بڑے جوش میں آکر مجھ کو کابیاں دیں۔ کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے۔ اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اُس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے۔ اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی۔ کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین ثنائی ہے۔ اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا۔ کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کا مخالف ہے۔ (کتاب البریہ ص ۷) میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے۔ کہ جو کچھ خان مولوی تلوار کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ امر سچے مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں گورنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔

مسلمان لوگ ایک خونی میح کے منتظر تھے۔ اور نیز ایک خونی مہدی کی بھی انتظار رکھتے تھے۔ اور یہ عقیدے اس قدر خطر آگ ہیں۔ کہ ایک مختصر کا ذب مہدی موعود کا دعویٰ کر کے ایک دنیا کو خون میں غرق کر سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اب تک یہ خاصیت ہے کہ بیا وہ ایک جہا کی رغبت دلانے والے فقیر کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ شاید وہ ایسی ابدی بادشاہ کی بھی نہیں کر سکتے۔ پس خدا نے چاہا کہ یہ غلط خیالات دُور ہوں۔ اس لئے مجھے میح موعود اور مہدی موعود کا خطاب ویکر میرے پر ظاہر فرمایا۔ کہ کسی خونی مہدی یا خونی میح کا انتظار کرنا مبرا سر غلط ہے۔ افسوس کہ جس وقت سے میں نے مذہب و دین کے

مسلمانوں کو یہ خبر سنائی جو کہ کوئی خونِ مہدی یا خونِ مسیح دُنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ اُس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور مجھ کو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ بنی نوع کی خون ریزی سے خوش ہوتے ہیں (تحفہ قیصرہ ص ۱۱-۱۲) بعض نادان مسلمانوں کا چال چلن اچھا نہیں اور نادانی کی عادات ان میں موجود ہیں۔ جیسا کہ بعض وحشی مسلمان ظالمانہ خون ریزی کا نام جہاد رکھتے ہیں (تحفہ قیصرہ ص ۱۱) مسلمانوں میں دو شے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں۔ کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ اور اس جنون سے ایک بگیناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گویا اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تئیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر مالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا خنز اور خطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ رسالے اور مہسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں۔ اور اُمید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائیگا۔ دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونِ مہدی اور خونِ مسیح کے منتظر ہیں جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ (ستارہ قیصرہ ص ۱۱) اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا مذہبی تعصب اُن کے عدل و انصاف پر غالب آ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جہالت سے ایک ایسے خون خوار مہدی کی انتظار میں ہیں۔ کہ گویا وہ زمین کو خالیوں کے خون سے سرخ کر دے گا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی اُن کا خیال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آسمان سے اس غرض سے اُتریں گے کہ جو مہدی کے ہاتھ سے یہود و نصاریٰ زندہ رہ گئے ہیں۔ ان کے خون سے بھی زمین پر ایک دریا بہا دیں۔ (شہادت القرآن ص ۱۴ نعیمہ) بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اس مضمون کی بابت اعتراض

کیا اور بعض نے خلطہ بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگیزی علمداری کو دوسری علمداریوں پر کیوں ترجیح دیں۔ (مشہادۃ القرآن ص ۵۸ ضمیمہ) ان لوگوں (مسلمانوں) کے غشی اعتقاد اگر دیکھنے ہوں۔ تو صدیقِ حق کی کتابیں دیکھنی چاہئیں جن میں وہ خود باستانہ ملکہ منظمہ کو بھی ہمدی کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور نہایت بُرے اور گستاخی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے جن کو ہم کسی طرح اس مگہ نقل نہیں کر سکتے۔ جو چاہے ان کی کتابوں کو دیکھ لے یہ وہی صدیقِ حق ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد بنایا تھا۔ بھلا کیونکر اوس کے منکر و منکر سے اپنے مجدد سے ان کی رائے الگ ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ اب ان کی متناقض کتابیں جو گورنمنٹ کے سامنے کچھ بیان ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ائمہ دین حبرے کچھ بیان یہ ان کے منافقانہ طریق کو ثابت کر رہی ہیں۔ اور منافق خدا کے نزدیک بھی ذلیل ہوتا ہے۔ اور حقوق کے نزدیک بھی۔ یہ لوگ درحقیقت مشکلات میں ہیں۔ ان کے تو کئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح کے برخلاف ہیں۔ اب اگر منافقانہ طریق اختیار نہ کریں تو کیا کریں (اعجاز احمدی ص ۳۴) ”بار بار اصرار ان (علماء) کا اسی بات پر ہوا ہے کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے دلوں میں تہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ جو شخص اس عقیدہ جہاد کو نہ ماننا ہو۔ اور اُس کے برخلاف ہو۔ اُس کا نام دجال رکھتے ہیں۔ اور واجب القتل قرار دیتے ہیں چنانچہ میں بھی مدت سے اس فتویٰ کے نیچے ہوں اور مجھے جو اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھاپا فتویٰ شائع کیا۔ کہ شیخ واجب القتل ہے اور اس کا مال لوٹنا بلکہ عورتوں کو نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کا سبب کیا؟ یہی تو تھا کہ میرا بیج موعود ہونا اور ان کے جہادی مسائل کے مخالف دفعہ کرنا۔ اور ان کے فتویٰ میح اور فتویٰ ہمدی کے آنیکو جس پر ان کو ٹوٹ مار کی بڑی بڑی امیدیں تھیں سراسر باطل ٹھہرنا ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔“ (رسالہ جہاد ص ۶) (باقی آئندہ)

۱۔ خود باللہ کا لفظ قابلِ غور ہے گویا ایسا خیال کرنا بھی یا ایسے خیال کو بھی نقل کرنا اللہ کا غضب لاتا ہے مرزا میوں کے نزدیک یہ کلمہ کفر کا ہوگا۔ (دعوت)  
۲۔ اے رب لندن کی تو میں نے ذکر سے کلیجہ شقی ہوتا ہوگا۔ مگر کتاب البرہ میں عیاشیوں اور آریوں کے وہ تمام بکھاس اور گالیاں جو انہوں نے اپنی تصانیف میں اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہیں ص

# مَن اَنصَارِی اِلٰی اللہ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیجئے تاکہ  
 بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ عرصہ  
 تین سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کے لئے  
 اسی بیان پر جامع مسجد بحیرہ میں دارالعلوم غفریہ قائم ہے۔ ماہوار رسالہ شمس الاسلام  
 اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی  
 کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و عزائمیت کے دام شریبہ سے  
 نجات دلانے کے لئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بحیرہ میں ایک عالی شان دینی کتب خانہ  
 (لائبریری) کا قیام زیر توجیز ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک  
 رسالہ شمس الاسلام کا خریداریتنا یا اس کی اشاعت وسیع کیسے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے  
 مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔  
 حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں صرف طباعت و کتابت و گند کے مصارف  
 پورا کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک نیکل  
 عالم مبلغ اور خاطر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو  
 اہل دیہہ و اہل محلہ چندہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرا دیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض  
 ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں :

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب و فتر رسالہ شمس الاسلام بحیرہ سے مل سکتی ہیں

فتاویٰ اجتناب الخفیہ  
 یعنی ہندستان کے صد با علماء کا متفقہ فتویٰ  
 دوبارہ عدم جواز نکاح سنہ یا شرعی یا مرزائی  
 قیمت ۵

رواۃ عشرہ نہایت نایب

مذہب احمدی  
 جلالہ الاسلامیہ

بارہ ضمیمہ  
 در کتاب ختمائے زمانہ

تفتیش  
 اسلام  
 سنہ تکرار و تکرار  
 بیان حق و باطل

جلادہ این شہر کی کتب حیرہ رسالہ شمس الاسلام بحیرہ کی معرفت متوائیں



نیکو کن اے فلان عزیز و شاعر و عفت عظمیٰ

وَعَنْتُ عَنْ

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض طریقہ عمل سرورق رسالہ ہذا پر درج ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں جب توفیق حصہ سے۔ نبی کے طریقوں سے آپ اس اسلامی پروئے کی تائید فرما سکتے ہیں اور اپنی مامواری آمدنی میں کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ جو وہ یا وہ حزب کو بھجویا کر دے۔ اس کے رکن بنکر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے اور اپنی مذکورہ خدمت و خیرات اگر ب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب و نادار طلباء اور یتیم و یتیم بچوں کے لئے عطا فرمائیں جبکہ تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کا ذمہ حزب الانصار سنبھالے رکھتا ہے۔ اور اپنی مامواری رسالہ شری اسلام کے خیردارین کو حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سے سبکدوش کر دے۔ اور ان کے تیز رسالہ کی اشاعت و وسیع کرنے کیلئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جس میں رسالہ نہ جاتا ہو یقیناً پائے کہ رسالہ ہا ہواہ کسی جگہ جانا ایک سال میں بیسٹھ بار ہر دو یا تین بار ہر ایک مسکن و غریب اور اہل علم کے جہاں میں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیج دیا جائے۔ تاکہ مری حجت کے اثر سے بچکر اسلام کے قائم رہیں اور اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیج دیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ اما ان مسجد کو بھجور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اپنے بچوں کو چار سالہ لڑکوں کی تعلیم کیلئے بھیج دیں اور اہل قائم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں اور خیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سرطری کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ خدمت جاریہ کا کام دیکھیں جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار حاصل کر لیں۔ اور اپنے علاقہ میں غیر محتاج کی تبلیغ و جدوجہد دیگر کو الیف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب الانصار کے مباحین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں۔

میں

11

تأطیم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)